الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد14 — جمعۃ المبارک22/جون2007ء — 06/جمادی الثانی 1428 ہجری قمری ❁ 22/احسان 1386 ہجری شمسی — شمارہ25

نعمائے جنت

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَیں نے اپنے صالح بندوں کے لئے جو کچھ تیار کیا ہے وہ نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان سے سنا اور نہ کسی انسان کے دل میں ان کا خیال گزرا۔

(صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۃ السجدہ۔لا تعلم نفس حدیث نمبر 4406)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

محمدیؐ خلافت کا سلسلہ موسوی خلافت کے سلسلہ سے مشابہ ہے اور چونکہ موسوی خلافت کا انجام ایسے نبی پر ہوا یعنی حضرت عیسیٰؑ پر جو حضرت موسیٰؑ سے چودھویں صدی کے سر پر آیا اور نیز کوئی جنگ اور جہاد نہیں کیا۔ اس لئے ضروری تھا کہ آخری خلیفہ سلسلہ محمدیؐ کا بھی اسی شان کا ہو۔

''اب اس جگہ طبعًا یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مسیح موعود کو اس امت میں سے پیدا کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں وعدہ فرمایا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے زمانہ نبوت کے اوّل اور آخر کے لحاظ سے حضرت موسیٰؑ سے مشابہ ہوں گے۔ پس وہ مشابہت ایک تو اوّل زمانہ میں تھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ تھا اور ایک آخری زمانہ میں۔ سو اوّل مشابہت یہ ثابت ہوئی کہ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خدا نے آخر کار فرعون اور اُس کے لشکر پر فتح دی تھی۔ اُسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آخر کار ابوجہل پر جو اس زمانہ کا فرعون تھا اور اس کے لشکر پر فتح دی تھی اور ان سب کو ہلاک کر کے اسلام کو جزیرہ عرب میں قائم کر دیا اور اس نصرت الٰہی سے یہ پیشگوئی پوری ہوئی کہ اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَیْکُمْ رَسُوْلًا شَاھِدًا عَلَیْکُمْ کَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا (المزمل:16) اور آخری زمانہ میں یہ مشابہت ہے کہ خدا تعالیٰ نے ملت موسوی کے آخری زمانہ میں ایک ایسا نبی مبعوث فرمایا جو جہاد کا مخالف تھا اور دینی لڑائیوں سے اسے کچھ سروکار نہ تھا بلکہ عفو اور درگذر اس کی تعلیم تھی۔ اور وہ ایسے وقت میں آیا تھا جبکہ بنی اسرائیل کی اخلاقی حالتیں بہت بگڑ چکی تھیں اور اُن کے چال چلن میں بہت فتور واقع ہو گیا تھا اور ان کی سلطنت جاتی رہی تھی اور وہ رومی سلطنت کے ماتحت تھے اور وہ حضرت موسیٰؑ سے ٹھیک ٹھیک چودھویں صدی پر ظاہر ہوا تھا۔ اور اس پر سلسلہ اسرائیلی نبوت کا ختم ہو گیا تھا۔ اور وہ اسرائیلی نبوت کی آخری اینٹ تھی۔ ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری زمانہ میں مسیح ابن مریم کے رنگ اور صفت میں اس راقم کو مبعوث فرمایا اور میرے زمانہ میں رسم جہاد کو اٹھا دیا جیسا کہ پہلے سے خبر دی گئی تھی کہ مسیح موعود کے زمانہ میں جہاد کو موقوف کر دیا جائے گا۔ اسی طرح مجھے عفو اور درگذر کی تعلیم دی گئی۔ اور میں ایسے وقت میں آیا جبکہ اندرونی حالت اکثر مسلمانوں کی یہودیوں کی طرح خراب ہو چکی تھی اور روحانیت گم ہو کر صرف رسوم اور رسم پرستی ان میں باقی رہ گئی تھی۔ اور قرآن شریف میں ان امور کی طرف پہلے سے اشارہ کیا گیا تھا جیسا کہ ایک جگہ مسلمانوں کے آخری زمانہ کیلئے قرآن شریف نے وہ لفظ استعمال کیا ہے جو یہود کیلئے استعمال کیا تھا۔ یعنی فرمایا فَیَنْظُرَ کَیْفَ تَعْمَلُوْنَ (الاعراف:130) جس کے یہ معنے ہیں کہ تم کو خلافت اور سلطنت دی جائیگی۔ مگر آخری زمانہ میں تمہاری بداعمالی کی وجہ سے وہ سلطنت تم سے چھین لی جائے گی۔ جیسا کہ یہودیوں سے چھین لی گئی تھی۔ اور پھر سورۃ نور میں صریح اشارہ فرماتا ہے کہ ہر ایک رنگ میں جیسے بنی اسرائیل میں خلیفے گذرے ہیں وہ تمام رنگ اس امت کے خلیفوں میں بھی ہوں گے۔ چنانچہ اسرائیلی خلیفوں میں سے حضرت عیسیٰؑ ایسے خلیفے تھے جنہوں نے نہ تلوار اٹھائی اور نہ جہاد کیا۔ سو اس امت کو بھی اس رنگ کا مسیح موعود دیا گیا۔ دیکھو آیت وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا وَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔ (سورۃ النور:56) اس آیت میں فقرہ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ قابل غور ہے۔ کیونکہ اس سے سمجھا جاتا ہے کہ محمدیؐ خلافت کا سلسلہ موسوی خلافت کے سلسلہ سے مشابہ ہے اور چونکہ موسوی خلافت کا انجام ایسے نبی پر ہوا یعنی حضرت عیسیٰؑ پر جو حضرت موسیٰؑ سے چودھویں صدی کے سر پر آیا اور نیز کوئی جنگ اور جہاد نہیں کیا۔ اس لئے ضروری تھا کہ آخری خلیفہ سلسلہ محمدیؐ کا بھی اسی شان کا ہو۔

اسی طرح احادیث صحیحہ میں بھی ذکر تھا کہ آخری زمانہ میں اکثر حصہ مسلمانوں کا یہودیوں سے مشابہت پیدا کر لے گا اور سورہ فاتحہ میں بھی اسی کی طرف اشارہ تھا۔ کیونکہ اس میں یہ دعا سکھلائی گئی ہے کہ اے خدا ہمیں ایسے یہودی بننے سے محفوظ رکھ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں تھے اور ان کے مخالف تھے جن پر خدا تعالیٰ کا غضب اسی دنیا میں نازل ہوا تھا۔ اور یہ عادت اللہ ہے کہ جب خدا تعالیٰ کسی قوم کو کوئی حکم دیتا ہے یا ان کو کوئی دعا سکھلاتا ہے تو اس کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ بعض لوگ ان میں سے اس گناہ کے مرتکب ہوں گے جس سے ان کو منع کیا گیا ہے۔ پس چونکہ آیت غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَ لَا الضَّآلِّیْنَ (الفاتحۃ:7) سے مراد وہ یہودی ہیں جو ملّت موسوی کے آخری زمانہ میں یعنی حضرت مسیح کے وقت میں بباعث نہ قبول کرنے حضرت مسیح کے مورد غضب الٰہی ہوئے تھے اس لئے اس آیت میں سنّت مذکورہ کے لحاظ سے یہ پیشگوئی ہے کہ امت محمدیہ کے آخری زمانہ میں بھی اسی امت میں سے مسیح موعود ظاہر ہوگا۔ اور بعض مسلمان اس کی مخالفت کر کے ان یہودیوں سے مشابہت پیدا کر لیں گے جو حضرت مسیح کے وقت میں تھے۔ یہ بات جائے اعتراض نہیں کہ آنے والا مسیح اگر اسی امت میں سے تھا تو اس کا نام احادیث میں عیسیٰ کیوں رکھا گیا۔ کیونکہ عادت اللہ اسی طرح واقعہ ہے کہ بعض کو بعض کا نام دیا جاتا ہے۔ جیسا کہ احادیث میں ابوجہل کا نام فرعون اور حضرت نوحؑ کا نام آدم ثانی رکھا گیا۔ اور یوحنا کا نام ایلیا رکھا گیا۔ یہ وہ عادت الٰہی ہے جس سے کسی کو بھی انکار نہیں اور خدا تعالیٰ نے آنے والے مسیح کو پہلے مسیح سے یہ بھی ایک مشابہت دی ہے کہ پہلا مسیح یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت موسیٰؑ سے چودھویں صدی پر ظاہر ہوا تھا اور ایسا ہی آخری مسیح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چودھویں صدی پر ظاہر ہوا ایسے وقت میں جبکہ ہندوستان سے سلطنت اسلامی جاتی رہی تھی اور انگریزی سلطنت کا دور تھا۔ جیسا کہ حضرت مسیح بھی ایسے ہی وقت میں ظاہر ہوئے تھے جبکہ اسرائیلی سلطنت زوال پذیر ہو کر یہودی لوگ رومی سلطنت کے تحت ہو چکے تھے۔ اور اس امت کے مسیح موعود کیلئے ایک اور مشابہت حضرت عیسیٰؑ سے ہے اور وہ یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پورے طور پر بنی اسرائیل میں سے نہ تھے بلکہ صرف ماں کی وجہ سے اسرائیلی کہلاتے تھے۔ ایسا ہی اس عاجز کی بعض دادیاں سادات میں سے ہیں گو باپ سادات میں سے نہیں۔ اور حضرت عیسیٰؑ کے لئے خدا نے جو یہ پسند کیا کہ کوئی اسرائیلی حضرت مسیحؑ کا باپ نہ تھا اس میں یہ بھید تھا کہ خدا تعالیٰ بنی اسرائیل کی کثرت گناہوں کی وجہ سے ان پر سخت ناراض تھا۔ پس اس لئے تنبیہ کے طور پر ان کو یہ نشان دکھلایا کہ ان میں سے ایک بچہ صرف ماں سے بغیر شراکت باپ کے پیدا کیا۔ گویا اسرائیلی وجود کے دو حصوں میں سے صرف ایک حصہ حضرت مسیح کے پاس رہ گیا۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ آنے والے نبی میں یہ بھی نہیں ہوگا۔ پس چونکہ دنیا ختم ہونے پر ہے اس لئے میری اس پیدائش میں بھی ایک اشارہ ہے اور وہ یہ کہ قیامت قریب ہے۔ اور وہ ہی قریش کی خلافت کے وعدوں کو ختم کر دے گی۔ غرض موسوی اور محمدی مماثلت کو پورا کرنے کیلئے ایسے مسیح موعود کی ضرورت تھی جو ان تمام لوازم کے ساتھ ظاہر ہوتا۔ جیسا کہ سلسلہ اسلامیہ مثیل موسیٰ سے شروع ہوا ایسا ہی وہ سلسلہ مثیل عیسےٰ پر ختم ہو جائے تا آخر کو اوّل سے مشابہت ہو۔ پس یہ بھی میری سچائی کیلئے ایک ثبوت ہے لیکن ان لوگوں کیلئے جو خدا ترسی سے غور کرتے ہیں''۔

(لیکچر سیالکوٹ، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ212 تا 216)

عالم اسلام کے لئے چند مشورے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے 1991ء میں عراق کے کویت پر حملہ اور پھر عراق پر اتحادی افواج کے حملہ کے بعد اپنے متعدد خطبات میں حالات کا تفصیلی تجزیہ کرتے ہوئے دنیا کو درپیش خطرات کی نشاندہی کرتے ہوئے ان سے بچنے کے لئے نہایت اہم نصائح مختلف اقوام وافراد واداروں کے لئے ارشاد فرمائیں۔ جن خطرات وخدشات کا حضور نے اس وقت ذکر فرمایا تھا وہ بڑی بھیانک صورتوں میں ظاہر ہو چکے ہیں۔ افسوس کہ لوگوں نے اس بندۂ خدا کی نصائح پر کان نہ دھرے۔ ذیل میں ہم آپ کی بعض نصائح شائع کر رہے ہیں اس دعا کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اور دنیا ان نصائح پر عمل کی توفیق پائے۔ حضور رحمہ اللہ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ یکم مارچ 1991ء میں فرمایا:

”پس عالم اسلام کو میرا مشورہ یہی ہے کہ پہلے اسلام کی طرف لوٹو اور اسلام کے دائمی اور عالمی اصولوں کی طرف لوٹو، پھر تم دیکھو گے کہ خدا کی برکتیں کس طرح تم پر ہر طرف سے نازل ہوتی ہیں۔

دوسرا اہم مشورہ یہ ہے کہ علوم وفنون کی طرف توجہ کرو۔ نعرہ بازیوں میں کتنی صدیاں تم نے گزار دیں۔ تم نعرے لگا کر اور شعر وشاعری کی دنیا میں مولوں کو شہبازوں سے لڑاتے رہے اور ہمیشہ شہباز تم پر جھپٹتے رہے اور تم کچھ بھی اپنا نہ بنا سکے۔ دوسری قومیں علوم وفنون میں ترقی کرتی رہیں اور سائنس اور ٹیکنالوجی کے میدان میں تم پر ہر پہلو سے فتحیاب ہوتی رہیں اور تم پر ہر پہلو سے فضیلت لے جاتی رہیں۔ اب ان سے مقابلے کی سوچ رہے ہو اور وہ آزمودہ ہتھیار جو ان کے ہاتھ میں تمہارے خلاف کارگر ہیں ان کو اپنانے کی کوئی کوشش نہیں۔ پس بہت ہی بڑی اہمیت کی بات یہ ہے کہ علوم و فنون کی طرف توجہ دو اور مسلمان طالبعلموں کے جذبات سے کھیل کر، ان کو گلیوں میں لڑا کر، گالیاں دلوا کر ان کی اخلاقی تباہی کے سامان نہ کرو اور ان کی علمی تباہی کے سامان نہ کرو اور پھر پولیس کے ذریعے ان پر ڈنڈے برسا کر یا گولیاں چلا کر ان کی جسمانی تباہی کے سامان نہ کرو اور ان کی عزتوں کی تباہی کے سامان نہ کرو۔ اب تک تو تم یہی کھیل کھیل رہے ہو۔ مسلمان نسلوں کو جوش دلاتے ہو اور پھر وہ بیچارے گلیوں میں نکلتے ہیں اسلام کی محبت کے نام پر، پھر ان کو رسوا اور ذلیل کیا جاتا ہے، ان پر ڈنڈے برسائے جاتے ہیں، ان پر گولیاں برسائی جاتی ہیں اور ان کو کچھ پتہ نہیں کہ ہم سے یہ کیوں ہو رہا ہے؟ اس لئے جذبات سے کھیلنے کی بجائے ان کو حوصلہ دو، ان کو سلیقہ دو، ان کو تحمل کی تعلیم دو، ان کو بتاؤ کہ اگر تم دنیا کی قوموں میں اپنا کوئی مقام بنانا چاہتے ہو تو علم وفضل کی دنیا میں مقام بناؤ اس کے بغیر تمہیں دنیا میں قابل عزت مقام عطا نہیں ہو سکتا۔

اقتصادی استحکام کا یہ حال ہے کہ سوائے چند تیل کے ملکوں کے جن کو تیل کی غیر معمولی دولت حاصل ہے تمام مسلمان ممالک اور تیسری دنیا کے ممالک ان امیر ملکوں کے سامنے دست طلب دراز کئے بیٹھے ہیں جن کی زیادتیوں کے شکوے کئے جاتے ہیں، جن کی غلامی کے خلاف اپنے عوام کو نفرت کی تعلیم دی جاتی ہے اور بتایا جاتا ہے کہ انہوں نے آ کر ہمیں غلام بنالیا اور یہ ایسی قومیں ہیں کہ ان سے ہمیں بالآخر انتقام لینا ہے۔ پس وہاں بھی تضادات پیدا کر دیئے جاتے ہیں۔ انگریز کا نام خود سعودی عرب میں لو یا کویت میں لو تو جو انگریز کی حمایت میں بولے گا وہ واجب القتل سمجھا جائے گا۔ امریکہ کا نام لینا گالی ہے لیکن ساری کی ساری قوم امریکنوں اور انگریزوں کے ہاتھ پر بکی ہوئی ہے اور ان کی بیعت کر چکی ہے اور کسی کو کوئی ہوش نہیں۔ پس جو غریب ممالک ہیں وہ بھکاری بنا دیئے گئے ہیں۔ جو امیر ممالک ہیں وہ اپنی بقا کے لئے اپنے مخالفوں پر انحصار کرنے پر مجبور ہو چکے ہیں۔ پس کیسی مفلسی کا عالم ہے کہ امیر ہو یا غریب ہو وہ بھکاری کے طور پر اس دنیا میں زندہ رہ سکتا ہے اور عزت اور آزادی کے ساتھ سانس نہیں لے سکتا۔ پس سب سے بڑا خطرہ عالم اسلام کو اور تیسری دنیا کو ان کی نفسیاتی ذلتوں سے ہے۔ وہ کیوں نہیں سمجھتے کہ بھکاری کبھی آزاد نہیں ہو سکتا۔ اگر تم نے اپنے لئے بھکاری کی زندگی قبول کر لی تو ہمیشہ ذلیل ورسوا رہو گے۔ غیر قوموں کے متعلق تو یہ کہہ سکتے ہو کہ ان کو اس کے خلاف کوئی تعلیم نہیں دی گئی پر تم قیامت کے دن خدا اور محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو کیا جواب دو گے؟ کیا قرآن کی یہ آیت تمہارے خلاف گواہی نہیں دے گی کہ کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (سورۃ آل عمران آیت نمبر111)

اے محمد مصطفیٰ ﷺ کے غلامو! تم دنیا کی بہترین اُمّت تھے جو دنیا پر احسان کرنے کے لئے نکالی گئی تھی اور کیا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی یہ نصیحت تمہارے خلاف گواہ بن کر نہیں کھڑی ہو گی کہ اَلْیَدُ الْعُلْیَا خَیْرٌ مِّنَ الْیَدِ السُّفْلٰی کہ اوپر کا ہاتھ، عطا کرنے والا ہاتھ ہمیشہ نیچے کے یعنی بھیک مانگنے والے ہاتھ سے بہتر ہوتا ہے۔ پس اپنی خوبیاں تو تم نے خود غیروں کے سپرد کر دیں، منگتے اور بھکاری بن گئے اور فخر سے اپنی قوم کے سامنے تمہارے سیاستدان یہ اعلان کرتے ہیں کہ امریکہ نے اتنی بھیک منظور کر لی ہے اور امریکہ نے جو بھیک نہیں دی تھی وہ سعودی عرب نے منظور کر لی ہے۔ اگر تمہاری رگوں میں بھیک کا خون دوڑ رہا ہے تو کس طرح قوموں کے سامنے سر اٹھا کر چلو گے۔ شعروں کی دنیا میں بسنے کی عادت پڑی ہوئی ہے۔ اقبال کی پرستش کی جاتی ہے جو یہ کہتا ہے ؎

اے طائر لاہوتی اس رزق سے موت اچھی جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

ٹیلی ویژن اور ریڈیو پر مغنیاں لہک لہک کر یہ کلام دنیا کو سناتی ہیں اور مسلمان سر دھنتا ہے کہ ہاں اس رزق سے موت اچھی۔ لیکن ہر موت سے ان کے لئے وہ رزق اچھا ہے جو غلامی کی زنجیروں میں جکڑ دیتا ہے۔ کوئی قربانی کی موت اپنے لئے قبول نہیں کر سکتا۔ پرواز میں کوتاہی کی باتیں تو دور کی باتیں رہ گئی ہیں اب تو ہر تہہ دام دانے پر لپکنے کا نام پرواز کی بلندی قرار دیا جاتا ہے۔ اس سیاستدان سے بڑھ کر اور کون اچھا سیاستدان ہو گا جو کشکول ہاتھ میں لے کر امریکہ کی طرف گیا اور وہاں سے بھی مانگ لایا اور چین کی طرف گیا اور وہاں سے بھی مانگ لایا اور روس کی طرف گیا اور وہاں سے بھی مانگ لایا۔ یہ اعلیٰ سیاست کی کسوٹی ہے، یہ اعلیٰ سیاست کو پرکھنے کے معیار ہیں۔ یہ دینی سیاست تو نہیں، یہ اسلامی سیاست تو نہیں۔ یہ انسانی سیاست بھی نہیں۔ یہ بے غیرتی کی سیاست ہے اور واقعۃً اقبال نے سچ کہا ہے کہ اس رزق سے موت اچھی ہے جس رزق سے تمہارے ہاتھ اور پاؤں باندھے جاتے ہوں۔ تم خود بھی ذلیل اور رسوا ہوئے اور جن قوموں نے تمہیں اپنا سردار چنا ان سب قوموں سے تم نے بے وفائی کی۔ اپنے عوام سے بے وفائی کی۔ ان کو بڑی طاقتوں کا غلام بنانے کے تم ذمہ دار ہو۔ اے مسلمان سیاستدانو! اور اے لیڈرو! ہوش کرو اور توبہ کرو ورنہ کل تاریخ کی عدالت میں تم مجرموں کے کٹہروں میں پیش کئے جاؤ گے لیکن اس سے بہت بڑھ کر خدا اور محمد مصطفیٰ ﷺ کی عدالت میں قیامت کے دن تم مجرموں کے کٹہرے میں کھڑے کئے جاؤ گے۔

اس کا بہت بڑا نقصان یہ ہے کہ جن قوموں کو مانگنے کی عادت پڑ جائے وہ اقتصادی لحاظ سے اپنی حالت بہتر بنا ہی نہیں سکتیں۔ جو ایک فرد کی نفسیات ہوتی ہے وہی قوموں کی نفسیات بھی ہوا کرتی ہے۔ آپ اپنے گردوپیش خود دیکھ لیں کہ جن لوگوں کو مانگنے کی عادت ہو اور تن آسانی اور تنعم کی عادت ہو وہ ہمیشہ مانگتے ہی دکھائی دیں گے۔ تبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے مانگنے والوں کو قیامت کے دن اس حال میں دیکھا کہ چمڑیاں ہڈیوں سے چپکی ہوئی تھیں اور گوشت نہیں تھا جس کا مطلب یہ ہے کہ مانگ کر تم اپنے گھر بھر نہیں سکتے۔ منگتا خالی ہاتھ ہی رہتا ہے اور اسے اپنی اقتصادیات کو بنانے کا عزم ہی عطا نہیں ہوتا۔ وہ ہمت ہی عطا نہیں ہوتی۔ **پس جب تک قومیں اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کا فیصلہ نہیں کرتیں اقتصادی لحاظ سے وہ نہ ترقی کر سکتی ہیں نہ کسی قسم کا استحکام ان کو نصیب ہو سکتا ہے“۔**

(”خلیج کا بحران اور نظام جہان نو“ صفحہ350تا 354)

اک سکوں بھی ہے اور وحشت بھی
قہرِ جاں ہے دیارِ غربت بھی
”وقفِ حرماں و یاس رہتا ہے“
دل پریشاں بھی ، محو حیرت بھی
خیر ہی خیر ہو وطن میں مرے
ہو رہی ہے بہت سیاست بھی
شہرِ قاتل میں جشن برپا ہے
اور خاموش ہے عدالت بھی
بے صدا ہو گیا ہے بربطِ دل
بے اثر ہو گئی ریاضت بھی
منزلوں کا پتہ نہیں دیتی
واعظِ شہر کی خطابت بھی
آئینہ بے سبب نہیں ٹوٹا
کوئی تھی بے حجاب صورت بھی
نام میرا حکایتیں ان کی
یہ تھی اخبار کی ضرورت بھی
چشم و دل کی حکایتیں مت پوچھ
ان میں ہے کچھ تری شکایت بھی
اپنے اظہارِ عشق کی خاطر
ہم کو درکار ہے اجازت بھی
وسوسوں میں گِھری ہے خلقِ خدا
بے حس و ہوش ہے قیادت بھی
جھوٹ پھیلا ہے اک وبا کی طرح
توڑ بیٹھی ہے دم صداقت بھی
سارے چہرے سوال چہرے ہیں
بے بسی بھی ہے اور اذیّت بھی
سوچ لیتے اگر سبب کیا ہے
کچھ تو ہوتی انہیں ندامت بھی
راہ بھٹکے ہیں پر قبول نہیں
راہبرِ وقت کی امامت بھی
ڈھونڈتے ہیں وہ رہنما اپنا
جبکہ قائم ہے اب خلافت بھی
اب بھی کر لیں اگر بُرا تو نہیں
سجدۂ سہو بھی تلاوت بھی

(ڈاکٹر فضل الرحمن بشیر۔ موروگورو۔ تنزانیہ)

موازنہ مذاہب

حضرت آدم علیہ السلام

قرآن مجید اور بائبل کا موازنہ

(سید میر محمود احمد صاحب ناصر۔ ربوہ)

1897ء کے جلسہ سالانہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے باعلام الٰہی سب کو مخاطب کر کے فرمایا یٰۤاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا (الاعراف: 159)۔اس لئے ضروری تھا کہ قرآن شریف اُن تمام تعلیمات کا جامع ہوتا جو وقتاً فوقتاً جاری رہ چکی تھیں اوران تمام صداقتوں کو اپنے اندر رکھتا جو آسمان سے مختلف اوقات میں مختلف نبیوں کے ذریعہ زمین کے باشندوں کو پہنچائی گئی تھیں۔قرآن کریم کے مدّنظر تمام بنی نوع انسان تھا۔نہ کوئی خاص قوم اور ملک اور زمانہ۔اورانجیل کے مدّنظر (صرف) ایک خاص قوم تھی۔اسی لئے مسیح علیہ السلام نے بار بار کہا کہ ''مَیں اسرائیل کی گم گشتہ بھیڑوں کی تلاش میں آیا ہوں''۔بعض لوگ کہتے ہیں کہ قرآن کیا لایا؟ اس میں وہی کچھ تو ہے جو تورات میں درج ہے...... ایسے لوگ کہتے ہیں کہ تورات میں لکھا ہے کہ تُو زنا نہ کر۔ ایسا ہی قرآن میں لکھا ہے کہ زنا نہ کر۔قرآن توحید سکھاتا ہے اور تورات بھی خدائے واحد کی پرستش سکھلاتی ہے۔پھر فرق کیا ہوا؟............ اصل بات یہ ہے کہ اس قسم کے باریک اور پیچدار سوالات کا حل بھی اللہ تعالیٰ کے خاص فضل کے بغیر ممکن نہیں۔ یہی تو قرآنی معارف ہیں جو اپنے اپنے وقت پر ظاہر ہوتے ہیں۔حقیقت یہ ہے کہ قرآن شریف اور تورات میں تطابق ضرور ہے، اس سے ہم کو انکار نہیں لیکن تورات نے صرف متن کو لیا ہے جس کے ساتھ دلائل، براہین اور شرح نہیں ہے۔لیکن قرآن کریم نے معقولی رنگ کو لیا ہے۔اس لئے کہ تورات کے وقت انسانوں کی استعدادیں وحشیانہ رنگ میں تھیں........... اس لئے قرآن شریف نے وہ طریق اختیار کیا جو اخلاق کے منافع کو ظاہر کرتا ہے اور بتلاتا ہے کہ اخلاق کے مفاد یہ ہیں اور نہ صرف مفاد اور منافع کو بیان ہی کرتا ہے بلکہ معقولی طور پر دلائل اور براہین کے ساتھ ان کو پیش کرتا ہے تا کہ عقل سلیم سے کام لینے والوں کو انکار کی گنجائش نہ رہے۔جیسا کہ مَیں نے ابھی بیان کیا ہے کہ قرآن شریف کے وقت استعدادیں معقولیت کا رنگ پکڑ گئی تھیں اور تورات کے وقت وحشیانہ حالت تھی۔حضرت آدمؑ سے لے کر زمانہ ترقی کرتا چلا گیا اور قرآن شریف کے وقت وہ دائرہ کی طرح پورا ہو گیا۔حدیث شریف میں ہے کہ زمانہ مستدیر ہو گیا۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ (الاحزاب:41)

(رپورٹ جلسہ سالانہ 1897ء۔ملفوظات جلد اول صفحہ 54 جدید ایڈیشن)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس ارشاد کی صداقت کے ثبوت کے لئے اگر قرآن اور بائبل میں صرف حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق مذکور واقعات پر ہی نظر ڈالی جائے تو قرآن کی برتری چمکتے ہوئے سورج کی طرح سامنے آجاتی ہے۔

قرآن نے حضرت آدمؑ کے واقعات بیان کرتے ہوئے روحانیت کے جو رموز بیان کئے ہیں، علم وحکمت کے جو دروازے کھولے ہیں، تاریخ اور سائنسی تحقیقات کی جو راہیں ہموار کی ہیں ان کے سامنے بائبل کا بیان اس داستان کی طرح معلوم ہوتا ہے جو تھوڑی سی سچائی کے ساتھ بہت سی خلاف واقعہ، بہت سی بے حکمت، بہت سی غیر ضروری باتیں اور بہت سے بےثبوت دعوے اپنے اندر رکھتی ہو۔

خاکسار وقت کے لحاظ سے واقعہ آدمؑ سے متعلق قرآن و بائبل کے موازنہ کے متعلق صرف تین مختلف نوعیت کے امور پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہے۔

پہلا امر انسانی پیدائش کی ابتدا اور ارتقاء سے تعلق رکھتا ہے جس کے متعلق قرآن اور بائبل دونوں نے کچھ کہا ہے اور جس کے متعلق مادی اور طبعی علوم یعنی فزیکل سائنسز کی تازہ ترین تحقیقات نہ صرف بائبل کے مقابلہ میں قرآنی بیانات کی تصدیق کرتی چلی جارہی ہے بلکہ خود ان علوم کی ابتدائی تحقیقات کے ان پہلوؤں کی تردید کرتی چلی جاتی ہے جو قرآنی بیانات کے مخالف تھے۔

دوسرا امر کرّہ ارض کی تاریخ کے اہم موڑ سے ہے جبکہ انسانی معاشرہ ایک نئے دور میں داخل ہوا۔ بائبل کا بیان اس دور کے متعلق ایک حد تک غلط اور بڑی حد تک ناقص اور سطحی باتوں پر مشتمل ہے اور قرآن کا بیان جامع، حکیمانہ اور کلیۃً صحیح ہیں۔

تیسرا امر روحانیت اور روحانی نظام کے دائرہ سے تعلق رکھتا ہے اور اس پہلو میں بائبل کے مقابلہ میں قرآن کا بیان لعل بدخشاں کی طرح خوبصورت اور لؤلؤئے عمّاں کی طرح بے داغ نظر آتا ہے اور قرآنی حسن کی الٰہی تجلّی انسانی ہاتھوں کی سنواری ہوئی بائبل کے سامنے اور بھی نمایاں ہو جاتی ہے۔

واقعۂ آدمؑ سے متعلق قرآن و بائبل کا اختلاف

پہلا امر:

قرآن اور بائبل کا پہلا اختلاف نسل انسانی کی ابتداء اور اس کے ارتقاء کے متعلق ہے۔ بائبل میں حضرت آدمؑ کو کرّہ ارض کا پہلا انسان قرار دیا گیا ہے اور اُن سے پہلے اور اُن کے بعد اُن کی بیوی کی پیدائش تک کرہ ارض پر کسی اور انسان کی موجودگی سے واضح الفاظ میں انکار کیا گیا ہے۔ بائبل کے نسب ناموں کی رو سے آدمؑ آج سے کوئی سات ہزار سال پہلے گزرے ہیں۔گویا بائبل کے نزدیک کرہ ارض پر انسانی نسل اور قدیم سے قدیم تہذیب کا زمانہ چند ہزار سال سے زیادہ نہیں۔ **مگر قرآن شریف واضح الفاظ میں ذکر فرماتا ہے کہ آدمؑ سے پہلے ایک لمبا سلسلہ انسانی نسل کا گزر چکا ہے اور کئی تہذیبیں آدمؑ سے پہلے قائم ہو کر مٹ چکی تھیں۔**

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''یہ تو ظاہر ہے کہ اس بات کے ماننے سے کہ خدا قدیم اور ابدالآباد سے چلا آتا ہے یہ دوسری بات بھی ساتھ ہی ماننی پڑتی ہے کہ اس کی مخلوقات بھی بحیثیت قدامت نوعی ہمیشہ سے ہی چلی آئی ہے اور صفات قدیمہ کے تجلیات قدیمہ کی وجہ سے کبھی ایک عالم ممکن عدم میں مختفی ہوتا چلا آیا ہے اور کبھی دوسرا عالم بجائے اس کے ظاہر ہوتا رہا ہے اور اس کا شمار کوئی بھی نہیں کر سکتا کہ کس قدر عالموں کو خدا نے اس دنیا سے اٹھا کر دوسرے عالم بجائے اس کے قائم کئے۔ چنانچہ **خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں یہ فرما کر کہ ہم نے آدم سے پہلے جانّ کو پیدا کیا تھا اسی قدامت نوع عالم کی طرف اشارہ فرمایا ہے''**۔(معیار المذاہب۔روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 474۔ مطبوعہ لندن)

اسی طرح ایک آسٹریلین ماہر ہیئت پروفیسر ریگس کو انٹرویو دیتے ہوئے حضورؓ نے فرمایا:

''ہم اس بات کے قائل نہیں ہیں اور نہ ہی اس مسئلہ پر ہم تورات کی پیروی کرتے ہیں کہ چھ سات ہزار سال سے ہی جب سے یہ آدمؑ پیدا ہوا تھا اس دنیا کا آغاز ہوا ہے اور اس سے پہلے کچھ بھی نہ تھا اور گویا خدا معطل تھا۔اور نہ ہی ہم اس بات کے مدعی ہیں کہ یہ تمام نسل انسانی جو اس وقت دنیا کے مختلف حصوں میں موجود ہے یہ اسی آخری آدمؑ کی نسل ہے۔ہم تو اس آدمؑ سے پہلے بھی نسل انسانی کے قائل ہیں جیسا کہ قرآن شریف کے الفاظ سے پتہ لگتا ہے۔خدا تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً (البقرۃ: 31)۔خلیفہ کہتے ہیں جانشین کو۔اس سے صاف پتہ لگتا ہے کہ آدمؑ سے پہلے بھی مخلوق موجود تھی۔ پس امریکہ اور آسٹریلیا وغیرہ کے لوگوں کے متعلق ہم کچھ نہیں کہہ سکتے کہ وہ اس آخری آدمؑ کی اولاد میں سے ہیں یا کہ کسی دوسرے آدمؑ کی اولاد میں سے ہیں''۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 675۔جدید ایڈیشن)

قرآن شریف کی سورۃ صٓ اور سورۃ السجدۃ کی آیات کو ملانے سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ وہ آدمؑ جو مسجود ملائک بنایا گیا نسل انسانی کے عام طریق پیدائش کے ایک لمبے سلسلہ کے بعد ظہور میں آیا تھا۔

سورۃ صٓ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِیْنٍ۔فَاِذَا سَوَّیْتُہٗ وَنَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَہٗ سٰجِدِیْنَ (ص:72-73)۔

یعنی اس وقت کو یاد کرو جب تمہارے رب نے ملائکہ سے کہا تھا کہ مَیں ایک بشر گیلی مٹی سے یعنی ایسی فطرت اور طبیعت کا بنانے والا ہوں جو ڈھلنے کی صلاحیت اپنے اندر رکھے گا۔فَاِذَا سَوَّیْتُہٗ پھر جب مَیں اس کی قوتوں کو مکمل کر لوں وَنَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ اور اپنی روح اس میں ڈال دوں فَقَعُوْا لَہٗ سٰجِدِیْنَ تو اس کے سامنے فرمانبرداری کا طریق اختیار کرتے ہوئے جھک جاؤ۔

سورۃ سجدہ میں اس بشر کی تخلیق کے فیصلہ کو عملی شکل دینے کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اَلَّذِیْٓ اَحْسَنَ کُلَّ شَیْءٍ خَلَقَہٗ وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِیْنٍ۔ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَہٗ مِنْ سُلٰلَۃٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّھِیْنٍ۔ ثُمَّ سَوّٰہُ وَنَفَخَ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِہٖ وَجَعَلَ لَکُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَۃَ۔ قَلِیْلًا مَّا تَشْکُرُوْنَ (السجدۃ:8-10) یعنی خدا ہی ہے جس نے ہر چیز کی تخلیق میں حُسن رکھا ہے اور انسان کی پیدائش کو گیلی مٹی سے شروع کیا۔ پھر اس نے اس کی نسل کو ایک بظاہر حقیر نظر آنے والے پانی کے خلاصہ یعنی نطفہ سے بنانا شروع کیا پھر اس نے اُس کے قویٰ کی تکمیل کی اور اپنی روح اُس میں پھونکی۔

ان دونوں آیات کو ملانے سے صاف ظاہر ہے کہ وہ آدمؑ جو ملائکہ کی تائیدات کا مسجود قرار دیا گیا تھا انسانی نسل کے ایک لمبے سلسلہ کے بعد ظہور پذیر ہوا جبکہ بائبل آدمؑ کو پہلا انسان قرار دیتی ہے۔

پیدائش انسان کے بارہ میں قرآن اور بائبل کا دوسرا اختلاف یہ ہے کہ بائبل آدم کی پیدائش کے متعلق کسی تدریجی ارتقاء کا ذکر نہیں کرتی۔ بائبل کے ماننے والوں کے مطابق نہ صرف آدمؑ کو پہلا انسان قرار دیتی ہے بلکہ جیتا جاگتا مکمل انسان بھی قرار دیتی ہے۔اور خدا کے عام قانون قدرت کے خلاف اس کے متعلق مختلف ومتعدد تدریجی تبدیل، تغیّر اور ترقی کے مراحل میں سے گزرنا تسلیم نہیں کرتی۔انیسویں صدی کے آخر میں جب علم الحیات کے ماہرین کا یہ نظریہ کہ انسانی پیدائش مختلف تدریجی مراحل میں گزری ہے ڈارون کی کتاب "Origin of Species" کی بدولت سائنس دانوں کے دائرہ سے نکل کر عام پبلک کے سامنے آیا تو بائبل کے متبعین نے بائبل میں مذکور واقعہ تخلیق آدمؑ کی بنا پر اس نظریہ کا سختی سے مقابلہ کیا۔ انسائیکلوپیڈیا بریٹینیکا کے تازہ ایڈیشن کے مقالہ نگار لکھتے ہیں:

At the time of the publication of Charles Darwin's origin of species (1895) there was a considerable opposition of evolution as a whole........ Inpast, this opposition was no doubt due to the influence of the biblical story of the creation".

یعنی چارلز ڈارون کی کتاب! "Origin of Species" کی اشاعت کے وقت نظریہ ارتقاء کے خلاف بحیثیت مجموعی خاصی مخالفت موجود تھی جس کی ایک وجہ بلاشبہ بائبل کی تخلیق کی کہانی کا گہرا اثر تھا۔

قرآن شریف بائبل کے مقابلہ میں نہ آدمؑ کو پہلا انسان تسلیم کرتا ہے، نہ ہی اس کی پیدائش کو فوری اور اچانک قرار دیتا ہے۔قرآن شریف اللہ تعالیٰ کو رَبُّ الْعٰلَمِیْن قرار دیتا ہے۔اور تمام ظاہری اور روحانی عالموں کی پیدائش اور تکمیل کو خدا تعالیٰ کی تدریجی تخلیق اور تدریجی نشوونما کی صفات کی تجلّی ٹھہراتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

فان الارض بجمیع مخلوقاتھا والسماء

بجميع مصنوعاتها كانت حقيقة هوية آدم كَأنَّ مادّته قد انتقلت من الحقيقة الجمادية الى الحقيقة النباتية ثم من الحقيقة النباتية الى الهوية الحيوانية ثم بعد ذالک انتقلت من حيث الروحانية من الكمالات الكوكبية الى الكمالات القمرية ومن الانوار القمرية الى الاشعة الشمسية وكانت هذه الانتقالات كلها مظاهر ترقيات العالم الٰى معارج الحقيقة الانسانية“۔

(خطبه الهامية ۔روحانی خزائن جلد 16صفحہ263-264)

یعنی زمین اور اس کی تمام مخلوقات اور آسمان اور اس کی تمام مصنوعات آدمؑ کی ہیئت کی حقیقت تھے گویا آدمؑ کا مادّہ جمادی حقیقت سے نباتاتی حقیقت اور پھر نباتاتی حقیقت سے حیوانی ہیئت کی طرف منتقل ہوا ۔پھر روحانی لحاظ سے کوکبی کمالات سے قمری کمالات کی طرف اور قمری انوار سے شمسی شعاعوں کی طرف انتقال کیا اور یہ سب تبدیلیاں کائنات کی انسانی حقیقت کی بلندیوں کی طرف ترقیات کے مظاہر تھے۔

حضرت مصلح موعودؓ پیدائش انسانی و غیر انسانی میں ارتقاء کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”قرآن کریم نے ان سب سے مختلف اور نیا راستہ دنیا کی پیدائش کے راز کو کھولنے کا اختیار کیا ہے۔ قرآنی تعلیم سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں ارتقاء کا قانون ضرور رائج ہے ۔ روحانی دنیا میں بھی اور مادی دنیا میں بھی۔ مادّی دنیا بھی ایک لمبے ارتقاء کے بعد کمال کو پہنچی ہے اور روحانی دنیا بھی ایک لمبے ارتقاء کے بعد کمال کو پہنچی ہے مگر قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق یہ اصل ماننے کے قابل نہیں کہ انسان مختلف حیوانوں کی ارتقائی حالت کی آخری کڑی ہے ۔قرآن کریم کے نزدیک انسانی ارتقاء اپنی ذات میں مستقل اور جداگانہ ہے اور حیوانی ترقی کا اتفاقی مظاہرہ نہیں ہے۔ اس بارہ میں قرآن کریم کی تعلیم سورۃ نوحؑ سے ظاہر ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ حضرت نوح علیہ السلام کا یہ قول نقل فرماتا ہے:

مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا۔ وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا۔ اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا وَّجَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا۔ وَاللّٰهُ اَنْۢبَتَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا۔ ثُمَّ يُعِيْدُكُمْ فِيْهَا وَيُخْرِجُكُمْ اِخْرَاجًا۔ (نوح:14-19)

یعنی اے لوگو تمہیں کیا ہوا کہ تم اللہ تعالیٰ کی نسبت یہ یقین نہیں رکھتے کہ اس کے سب کام حکمتوں کے مطابق ہوتے ہیں حالانکہ اس نے تم کو متعدد دوروں میں سے گزار کر پیدا کیا ہے۔ کیا تم نے اس پر غور نہیں کیا کہ کس طرح اُس نے سات آسمان بنائے ہیں کہ ان کے اندر کامل مطابقت پائی جاتی ہے اور ان آسمانوں میں چاند بھی پیدا کیا ہے جو نور والا ہے اور سورج بھی بنایا ہے جو روشنی بخشتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے تم کو زمین سے اس طرح اُگایا ہے جو اُگانے کا حق ہے ۔پھر وہ تم کو اسی زمین میں واپس لے جاتا ہے اور ایک دن تم کو اسی میں سے اچھی طرح نکالے گا۔

ان آیات سے یہ امور ظاہر ہیں:

(1) انسانی پیدائش کئی دوروں میں ہوئی ہے کیونکہ فرماتا ہے خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا اور طَوْر کے معنی عربی زبان میں اندازہ ہیئت اور حال کے ہوتے ہیں (اقرب) ۔پس اَطْوَار کے معنے ہوئے کئی حدوں میں سے گزار کر، کئی ہیئتوں اور احوال میں بدلتے ہوئے پیدا کیا ہے۔ اندازہ اور حدّ کے لحاظ سے اس کے یہ معنے ہیں کہ ہر اندازہ اور حدّ میں تم دوسرے اندازہ اور حدّ سے ممتاز اور جداگانہ حیثیت رکھتے تھے۔ اور ایک حدّ میں بھی جب تھے تو دوسری حدّ کی طاقت سے محروم تھے۔ اور ہیئت اور حالت کے لحاظ سے اس کے یہ معنے ہوں گے کہ مختلف دوروں میں تمہاری شکل مختلف تھی اور مختلف حالتوں کے ماتحت تم ترقی کر رہے تھے۔

(2) دوسری بات اس آیت سے یہ معلوم ہوتی ہے کہ ایک دور انسانی پیدائش پر وہ آیا ہے جو آسمان اور زمین کی پیدائش سے بھی پہلے تھا کیونکہ اس آیت میں انسانی پیدائش کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ ایک حصہ آسمان و زمین کی پیدائش سے پہلے بیان کیا ہے اور ایک حصّہ آسمان و زمین کی پیدائش کے بعد بیان کیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جبکہ آسمان و زمین کا مادّہ ابھی دُخانی حالت میں تھا اور سمٹ کر جرم کی شکل نہ بنا تھا اس وقت بھی وہ ذرّہ حیات کسی نہ کسی شکل میں موجود تھا جو بعد میں انسان بنا۔

(3) تیسری بات ان آیات سے یہ بھی معلوم ہوتی ہے کہ جب وہ دُخانی مادّہ جس سے کائنات بنی سمٹ کر جرم کی شکل میں آگیا اور آسمان و زمین کے اجرام تیار ہو گئے۔ تو انسان پر ایک نیا دور آیا اور وہ زمین سے باہر نمودار ہوا اور جس طرح نباتات کی حالت ہوتی ہے کہ چل پھر نہیں سکتے اور غذا نمدار جگہ سے لیتے ہیں وہ بھی کمزور تھا اور ابھی حرکت کرنے کے قابل نہ ہوا تھا پھر آہستہ آہستہ اس نے ایک حرکت کرنے والے مستقل وجود کی شکل اختیار کرنی شروع کی......۔

خلاصہ یہ کہ اس آیت سے ظاہر کہ انسان کی پیدائش قرآن کریم کی رو سے فوری اور ایک وقت نہیں ہوئی بلکہ جس وقت سے کہ کائنات کی پیدائش کا اللہ تعالیٰ نے انتظام کیا اسی وقت سے اس نے انسان کی پیدائش کی بنیاد رکھی اور مختلف اوقات میں ترقی دیتے دیتے زمین سے نکال کر اسے بڑھایا اور انسانی شکل اسے دی اور شعور اور عقل اُسے بخشی“۔

(تفسیر کبیر جلد اوّل صفحہ 291)

الغرض قرآن بائبل کے اس مفروضہ کی تردید کرتا ہے کہ آدمؑ کی پیدائش سے پہلے کوئی انسان نہ تھا۔ اور اس بات پر بھی زور دیتا ہے کہ انسان کی پیدائش متعدد تدریجی مراحل میں سے گزر کر ہوئی۔

موجودہ زمانہ میں جو تاریخی اور سائنسی انکشافات ہوئے ہیں ان کا بہت سا حصّہ اگرچہ اُن لوگوں کے ہاتھوں ہوا جو بائبل کے متبع اور قرآن کے مخالف تھے مگر **ان کی تحقیقات نے بائبل کے مقابل میں قرآنی بیان کی تصدیق کی ہے۔**

آدم سے بہت پہلے نسل انسانی کی موجودگی اور نسل انسانی کے تدریجی مراحل میں سے گزرنے کا نظریہ ڈارون کے ذریعہ مقبول عام ہوا۔ ابھی کچھ عرصہ قبل تک اور ایک حدّ تک اب بھی سائنسدانوں میں سب سے مقبول خیال یہ تھا کہ پہلا primate (انسان نما وجود) جو انسانی شاہراہ پر رواں ہوا کوئی ایک کروڑ چالیس لاکھ سال پہلے ظہور پذیر ہوا اور اصطلاحاً Ramapithecus کے نام سے موسوم ہے ۔ پھر اب سے 50لاکھ سال قبل Australopithecus کی تشکیل ہوئی جو اوزار استعمال کرنے کی قدرے صلاحیت رکھتا تھا۔ اس کے بعد Homo-hobilis کا مرحلہ آیا اور آج سے دس لاکھ سال قبل Homo erectus کی شکل میں ایک دماغ کا مالک انسان ہلکی رفتار سے زمین پر سفر کرنے لگا۔ اس کے بعد یہ وجود Neanderthal انسان کی شکل میں Homo-Sapien یعنی قوت فکر و حکمت کے ساتھ تشکیل پایا جس کا زمانہ کوئی دو لاکھ سال قبل ہے۔ اور پھر ہمارے جیسا انسان Homo-Sapien Sapien کوئی 37ہزار سال پہلے تکمیل پایا۔۔ سائنس دانوں کے یہ خیالات ماضی قریب کے ہیں ۔مگر اب گزشتہ دو ایک سال میں اس تحقیق نے کچھ آگے قدم بڑھایا ہے اور گو ابھی یہ تحقیق مکمل نہیں ہوئی مگر کینیا کے Richard Leaky کے انسانی کھوپڑی اور ہڈیوں کے انکشاف اور جنوبی افریقہ میں سوازی لینڈ اور نیٹال کی سرحد پر ایک غار سے Boshies اور Beumont کے انکشافات کی بنا پر اب سائنسدانوں میں یہ خیال راسخ ہو رہا ہے کہ ہمارے جیسا انسان Homo-Sapien Sapien کا زمانہ 37ہزار سال نہیں بلکہ ممکن ہے 28لاکھ سال پہلے ہو۔

اس سلسلہ میں ایک لطیف بات ہمارے سامنے یہ آتی ہے کہ اس نئی تحقیق سے جہاں بائبل کے مقابلہ میں قرآن مجید کی صداقت کا ثبوت ملتا ہے وہاں قرآن مجید سے استنباط کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء نے سائنسدانوں کے نظریہ کے جن غلط پہلوؤں کی تردید فرمائی تھی ان کی تردید بھی اس نئی تحقیق سے ہوتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت مصلح موعودؓ نے اس بات کو تسلیم کرتے ہوئے کہ انسانی پیدائش مختلف تدریجی مراحل میں سے گزر کر ہوئی ہے اس بات کی تردید فرمائی تھی کہ انسان کی پیدائش کی کڑیاں بعض حیوانات کی پیدائش کے ساتھ وابستہ اور بعض گمشدہ کڑیوں کے ذریعہ اُن کے ساتھ ملحق ہیں ۔ پروفیسر ریگ کے سوال کے جواب میں حضورؑ نے اس خیال کی تردید کی اور حضرت مصلح موعودؓ نے اپنی تفسیر میں اس کے ردّ میں یہ قرآنی نظریہ پیش کیا کہ انسانی نسل علیحدہ اور آزادانہ اپنے ارتقائی منازل طے کر رہی ہے ۔ اب حالیہ تحقیق سے اس کی تصدیق ہو رہی ہے مسٹر رونلڈ شلّر (Mr.Ronald Shiller) رسالہ "Tuesday" میں لکھتے ہیں:

"The descent of man is no longer regarded as with some links Missing"

یعنی ”انسانی نسل کی تشکیل کے متعلق اب سائنسدان اس خیال کے قائل نہیں رہے کہ اس کی کچھ کڑیاں مفقود ہو چکی ہیں۔“

اور اب تازہ ترین تحقیق کے نتائج کے امکانات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"It may be that we did not evolve from any of the previously known human types, but descended in a direct link of our own".

یعنی ”ان تحقیقات کے نتائج کی صورت میں اس بات کے ثبوت کا امکان پیدا ہو رہا ہے کہ ہماری تشکیل کسی سابقہ معروف انسان نما وجودوں سے نہیں ہوئی بلکہ ہماری نسل شروع سے ہی اپنی مخصوص لائن پر ترقی کرتے ہوئے اپنی موجودہ شکل کو پہنچی ہے“۔

دوسرا امر:

قرآن اور بائبل کے واقعہ آدمؑ کے موازنہ کا دوسرا پہلو معاشرہ انسانی کی تاریخ کے اہم موڑ سے تعلق رکھتا ہے۔ مقررہ وقت تفصیل کی اجازت نہیں دیتا اس لئے مَیں چند فقروں میں ایک وسیع مضمون کو سمیٹنے کی کوشش کرتا ہوں۔

بائبل کا بیان ہے کہ آدم پہلا انسان تھا اور اس کے ذریعہ معاشرہ انسانی کی بنیاد پڑی اور بائبل اس معاشرہ کے متعلق چند ابتدائی باتیں کہہ کر خاموش ہو گئی ہے مگر قرآن نے تاریخ معاشرۂ انسانی اور مقاصد معاشرۂ انسانی کے متعلق مضامین کا ایک سمندر چند رکوع میں بیان کر دیا ہے جس کا ایک سرسری خاکہ یہ ہے کہ آدم سے پہلے کی تہذیب زوال پذیر ہو گئی تھی ۔ آدمؑ کے علاقہ کا انسان جن کو قرآن جَانّ اور علمائے تاریخ Cave Man کے لفظ سے ذکر کرتے ہیں ۔ غاروں میں زندگی گزار رہا تھا۔ معاشرتی زندگی نام کے برابر تھی ۔ آدمؑ کے ذریعہ جیسا کہ اس کے نام سے بھی ظاہر ہے سطح زمین پر معاشرتی زندگی کا احیاء کیا گیا۔ بہبودی اور تعزیر کا اختیار رکھنے والی حکومت قائم ہوئی ۔ ازدواجی اور عائلی زندگی کے قوانین مرتب کئے گئے اور سکھائے گئے اور ان پر عمل شروع ہوا۔ انسان کی معاشی ضروریات کے لئے اجتماعی انتظام کو رائج کیا گیا۔ موسمی اثرات کے مقابلہ کے سامان مہیا کئے گئے ۔ مآخذ سے صحیح طور پر فائدہ اٹھانے کے لئے ان کی ضرورت کے مطابق خواص اشیاء کا علم ان کو دیا گیا ۔ انسان کی انفرادی اور اجتماعی تشکیل و ترقی کے لئے ایک اچھی زبان نہایت ضروری ہے۔ آدمؑ کے ذریعہ قائم ہونے والے معاشرہ کو ایک ایسی جامع زبان دی گئی جو روحانی اور سائنٹیفک حقائق کو بیان کرنے کے لئے اتنی طبعی زبان ہے، اتنی جامع اور وسیع ہے کہ سب زبانوں کی ماں کا درجہ رکھتی ہے۔ اس معاشرہ کے مقاصد کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا۔

باقی صفحہ نمبر 9پر ملاحظہ فرمائیں

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

خطبہ جمعہ

معاشرے پر سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی سلامتی کے پیغام کو دوسروں تک پہنچاؤ

یتامیٰ کی خبرگیری کے لئے قائم فنڈ اور غریب بچیوں کی شادی کے لئے قائم مریم فنڈ میں احباب جماعت کو دل کھول کر مدد کرنی چاہئے۔

ہمسایوں سے حسن سلوک جہاں سلامتی کی ضمانت ہے وہاں اس سے تبلیغ کا بھی بہترین راستہ کھل جاتا ہے۔

آج احمدی کے علاوہ کوئی نہیں جو اسلام کی سلامتی کی تعلیم کو دنیا میں پھیلا سکے

اگر ہم نے اپنی ذمہ داریاں صحیح طور پر ادا نہ کیں تو ہم اس عہد پر عمل کرنے والے نہیں ہوں گے جو ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کیا ہے۔

(اللہ تعالیٰ کی عبادت کے علاوہ والدین، قریبی رشتہ داروں، یتامیٰ و مساکین، پڑوسیوں، مسافروں اور ماتحتوں سے حسن سلوک کی قرآنی تعلیم کے حوالہ سے احباب جماعت کو اہم نصائح۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ یکم جون 2007ء بمطابق یکم احسان 1386 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح ، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ-اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ-

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ-صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

وَاعْبُدُوْااللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِى الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَامَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ-اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا (سورۃالنساء:37)

اس آیت کا ترجمہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ اور والدین کے ساتھ احسان کرو اور قریبی رشتہ داروں سے بھی اور یتیموں سے بھی اور مسکین لوگوں سے بھی، اور رشتہ دار ہمسایوں سے بھی اور غیر رشتہ دار ہمسایوں سے بھی اور اپنے ہم جلیسوں سے بھی اور مسافروں سے بھی اور ان سے بھی جن کے تمہارے دائیں ہاتھ مالک ہوئے، یقیناً اللہ تعالیٰ اس کو پسند نہیں کرتا جو متکبر اور شیخی بگھارنے والا ہے۔

گزشتہ خطبہ میں گھروں میں سلام کرنے اور سلامتی کا پیغام پہنچانے کے حوالے سے بات ہوئی تھی کہ گھروں میں سلامتی کی فضا، اللہ تعالیٰ کا سلامتی کا پیغام پہنچانے سے قائم ہوتی ہے۔ ان سلامتی کے تحفوں سے سلامتی کے سَوتے پھوٹیں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اور سلامتی کا پیغام پہنچانے والے خود اپنے لئے بھی دارالسلام کے دروازے کھول رہے ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے اپنے گھر والوں کے لئے بھی یہ دروازے کھلوا رہے ہوتے ہیں۔ جیسا کہ مَیں نے بتایا تھا کہ اسلام کا یہ سلامتی کا پیغام معاشی، معاشرتی اور بین الاقوامی سلامتیوں کا پیغام ہے۔

مَیں نے گزشتہ خطبہ میں اپنے گھروں میں اور اپنے دوستوں اور عزیزوں کے گھروں میں اس خوبصورت پیغام کو پہنچانے کی جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں تلقین فرمائی ہے اس کا ذکر کیا تھا۔ جس سے صلح اور سلامتی کی فضا قائم کرنے اور دوسروں کو ہر قسم کے ظلموں سے محفوظ رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتایا تھا۔ مَیں نے جو آیت تلاوت کی ہے یہ سورۃ النساء کی آیت 37 ہے۔ اس میں بھی اللہ تعالیٰ نے گو براہ راست نہیں لیکن احسان کے رنگ میں جن باتوں کا ذکر فرمایا ہے کہ یہ، یہ کرو۔ ان سے سلامتی کا پیغام دنیا کو پہنچتا ہے اور ہر اس طبقے کو پہنچتا ہے جس کا اس آیت میں ذکر کیا گیا ہے۔ اور اگر ایک انسان، ایک مسلمان، ایک مومن اس پر عمل کرے تو معاشرے میں سلامتی کی فضا قائم ہونا یقینی امر ہے۔ اس ایک آیت میں محبت، صلح اور سلامتی کا معاشرہ قائم کرنے کے لئے جو ہدایات بیان کی گئی ہیں وہ گیارہ ہدایات ہیں جن پر عمل کر کے ایک خوبصورت معاشرہ جنم لے سکتا ہے جو سلامتی کی خوشبو سے معطر معاشرہ ہوگا۔

اس میں پہلی بات جو بیان کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حق ادا کرو، وہ بات جو اللہ تعالیٰ کے حق سے تعلق رکھتی ہے یہ ہے کہ اللہ کی عبادت کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ۔ فرمایا وَاعْبُدُوااللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا، ایک مسلمان تبھی مسلمان کہلا سکتا ہے جب اسلام کے اس بنیادی مقصد کو سمجھنے والا ہو جس کے لئے انسان کو پیدا کیا گیا ہے۔ کیونکہ اس مقصد کو حاصل کئے بغیر اسلام کی حقیقی روح پیدا نہیں ہو سکتی، خدا تعالیٰ کی صفات کا ادراک نہیں ہو سکتا اور ایک انسان، ایک مومن صفت اَلسَّلَام سے آشنا ہونے کی وجہ سے اس کی برکات سے فیضیاب نہیں ہو سکتا۔ پس اس بنیادی چیز کو ہر مسلمان مومن کو اپنے سامنے رکھنا چاہئے تاکہ سلامتی کی حقیقت کو سمجھتے ہوئے اس سے خود بھی فیضیاب ہو سکے اور اپنے ماحول کو بھی اس سے فیض پہنچا سکے۔ جب اس حقیقت کو سمجھ لو، جب اس مقصد کو اپنی زندگی کا اوڑھنا بچھونا بنا لو، تو فرمایا پھر حقوق العباد کی کوشش کرو، اس کے قیام کی کوشش کرو، جس کی اس آیت میں تفصیل بیان کی گئی ہے کہ یہ نیک سلوک جو تم ایک دوسرے سے کرو گے، معاشرے کی سلامتی کی ضمانت بن جائے گا۔ پھر آخر میں جس بات کی طرف متوجہ کیا گیا ہے اس کا تعلق اللہ تعالیٰ کے حقوق سے بھی ہے اور بندوں کے حقوق سے بھی ہے۔ اب ایک ایک کر کے مَیں ان حکموں کو لیتا ہوں جو معاشرے کے ہر طبقے میں صلح، سلامتی اور پیار کی فضا پیدا کرنے اور قائم کرنے کی ضمانت دیتے ہیں۔

پہلی بات یہ ہے کہ حکم دیا گیا کہ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا۔ یعنی والدین کے ساتھ حسن سلوک اور احسان کا معاملہ کرو۔ اس بات کی طرف توجہ دلا دی کہ خدا تعالیٰ کی عبادت کے بعد تمہیں والدین کو ہر شر سے محفوظ رکھنے کے لئے کوشش کرنی چاہئے کیونکہ انہوں نے بھی تمہیں بچپن میں ہر شر سے محفوظ رکھنے کی کوشش کی۔ تمہارے والدین ہی ہیں جو تمہاری صحت و سلامتی کے لئے تکلیفیں اٹھاتے رہے۔ پس آج بڑے ہو کر تمہارا فرض بنتا ہے کہ ان کے حقوق ادا کرو۔

ایک جگہ فرمایا اگر ان پہ بڑھاپا آ جائے تو انہیں اُف تک نہ کہو، ان کی باتیں مانو۔ ایک جگہ فرمایا کہ

یہ دعا کرو کہ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا (بنی اسرائیل:25) پس یہ دعا بھی اس لئے ہے کہ تمہارے جذبات، تمہارے خیالات ان کے لئے رحم کے رہیں اور پھر یہ دوطرفہ دعائیں ایک دوسرے پر سلامتی برسانے والی ہوں۔ ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے والدین سے احسان کا سلوک کرنے کی تلقین فرمائی ہے اور شکرگزار بندہ بننے کا ذکر فرمایا۔

فرماتا ہے وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسٰنًا۔ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا۔ وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا۔ حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَبَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً۔ قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰهُ وَاَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ۔ اِنِّيْ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ (الاحقاف:16) اور ہم نے انسان کو تاکید کی، نصیحت کی کہ اپنے والدین سے احسان کرے۔ اسے اس کی ماں نے تکلیف کے ساتھ اٹھائے رکھا اور تکلیف ہی کے ساتھ اُسے جنم دیا اور اس کے حمل اور دودھ چھڑانے کا زمانہ 30 مہینے ہے۔ یہاں تک کہ جب وہ اپنی پختگی کی عمر کو پہنچا اور 40 سال کا ہوگیا تو اس نے کہا کہ اے میرے رب! مجھے توفیق عطا کر کہ مَیں تیری اس نعمت کا شکر ادا کرسکوں جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر کی اور ایسے نیک اعمال بجالاؤں جن سے تو راضی ہو اور میرے لئے میری ذریت کی اصلاح کردے، یقیناً مَیں تیری ہی طرف رجوع کرتا ہوں اور بلاشبہ میں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔ یعنی حقیقی فرمانبردار مَیں تبھی بن سکتا ہوں، حقیقی اسلام میرے اندر تبھی داخل ہوسکتا ہے، سلامتی پھیلانے والا میں تبھی کہلاسکتا ہوں جب ان حکموں پر عمل کرتے ہوئے جس میں سے ایک حکم یہ ہے کہ والدین کے ساتھ احسان کا سلوک کرو۔ ان کے احسانوں کو یاد کر کے ان سے احسان کا سلوک کرو۔ ان نعمتوں کا شکرگزار بنو۔ جو انسان یہ دعا کرتا ہے کہ اے اللہ تُو مجھے ان نعمتوں کا شکرگزار بنا جو تُو نے مجھ پر کی ہیں، جو مجھ پر اللہ تعالیٰ نے کی ہیں میرے والدین پر کی ہیں کہ ان کی اولاد سلامتی پھیلانے والی اور نیک اعمال کرنے والی ہو اور پھر آئندہ نسل کی سلامتی اور نیکیوں پر قائم رہنے کی بھی دعا اے خدا میں تجھ سے مانگتا ہوں۔

یہاں والدین کو بھی یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ یہاں ایسے والدین کا ذکر ہے جن کی اولاد نیکیوں میں بڑھنے والی اور نیک اعمال کرنے والی ہو۔ پس والدین کو اللہ تعالیٰ کا فضل مانگتے ہوئے اس کے حضور جھکتے ہوئے اولاد کی ایسی تربیت کرنی چاہئے جو سلامتیاں بکھیرنے والی ہو۔ جو فرمانبردار ہو ورنہ وہ ماں بھی تو تھی جس کا کان یا زبان اس کے بیٹے نے اس لئے کاٹ لی تھی کہ اگر یہ مجھے صحیح راستے پر ڈالنے والی ہوتی، مجھے سلامتی اور فساد کا فرق بتانے والی ہوتی تو آج میں ان جرموں کی وجہ سے جو میرے سے سرزد ہوتے رہے پھانسی کے تختے پر چڑھنے کی بجائے تیرے لئے رحم اور فضل کی دعا مانگ رہا ہوتا، ہر شر سے محفوظ رہنے کی دعا مانگ رہا ہوتا۔

پس والدین کو بھی اپنی ذمہ داری کو سمجھنا چاہئے۔ اس آیت میں دونوں کو توجہ دلائی ہے۔ پہلے اولاد بن کر والدین کے حقوق کی ادائیگی اور ان کے لئے دعا پھر ماں باپ بن کر اولاد کی اصلاح اور نیکیوں پر قائم رہنے کے لئے دعا۔ تو یہ دعائیں ہیں جو ایک سچے عابد کو اپنے بڑوں کے بھی اور اپنے بچوں کے بھی حقوق ادا کرتے ہوئے اسے سلامتی پھیلانے والا بنائیں گی۔

پھر بات یہیں ختم نہیں ہوجاتی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم اپنے قریبی رشتہ داروں کا بھی خیال رکھو، ان سے بھی احسان کا سلوک کرو۔ یہ حسن سلوک ہے جس سے تمہارے معاشرے میں صلح اور سلامتی کا قیام ہوگا۔

قریبی رشتہ داروں میں تمام رحمی رشتہ دار ہیں، تمہارے والد کی طرف سے بھی اور تمہاری والدہ کی طرف سے بھی۔ پھر بیوی کے رحمی رشتہ دار ہیں۔ پھر خاوند کے رحمی رشتہ دار ہیں۔ دونوں پر یہ ذمہ داری عائد ہوگئی کہ ایک دوسرے کے رحمی رشتہ داروں کے حقوق ادا کرو، ان کی عزت کرو، ان کا احترام کرو، ان کے لئے نیک جذبات اپنے دل میں پیدا کرو۔ غرض کہ وہ تمام حقوق جو تم اپنے قریبی رشتہ داروں کے لئے پسند کرتے ہو، ان قریبی رشتہ داروں کے لئے پسند کرتے ہو جن سے تمہارے اچھے تعلقات ہیں، کیونکہ قریبی رشتہ داروں میں بھی تعلقات میں کمی بیشی ہوتی ہے بعض دفعہ قریبی رشتہ داروں میں بھی دراڑیں پڑ جاتی ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اپنے قریبی رشتہ داروں سے بھی حسن سلوک کرو۔ صرف ان سے نہیں جن سے اچھے تعلقات ہیں، جنہیں تم پسند کرتے ہو بلکہ جنہیں تم نہیں پسند کرتے، جن سے مزاج نہیں بھی ملتے ان سے بھی اچھا سلوک کرو۔ پس یہ حسن سلوک ہر قریبی رشتہ دار سے کرنا ہے جیسا کہ مَیں نے کہا کہ صرف ان سے نہیں جن سے مزاج ملتے ہیں بلکہ ہر ایک سے۔ بلکہ حکم یہ ہے کہ نہ صرف اپنے قریبی رشتہ داروں سے بلکہ مرد کے لئے اپنی بیوی اور عورت کے لئے اپنے خاوند کے قریبی رشتہ داروں کے لئے بھی حسن سلوک کرنے کا حکم ہے۔ یہ سلوک ہے جو اللہ کی سلامتی کے پیغام کے ساتھ سلامتی پھیلانے والا ہوگا۔

کئی جھگڑے گھروں میں اس لئے ہو رہے ہوتے ہیں کہ ایک دوسرے کے رشتہ داروں کے لئے عزت اور احترام نہیں ہوتا۔ میاں اور بیوی کے سب سے قریبی رشتہ دار اس کے والدین ہیں۔ جہاں اپنے والدین سے احسان کے سلوک کا حکم ہے وہاں میاں اور بیوی کو ایک دوسرے کے والدین سے بھی حسن سلوک کا حکم ہے۔ بعض دفعہ خاوند زیادتی کر کے بیوی کے والدین اور قریبیوں کو برا بھلا کہتے ہیں اور بعض دفعہ بیویاں زیادتی کر کے خاوندوں کے والدین اور قریبی رشتہ داروں کو برا بھلا کہہ رہی ہوتی ہیں۔ تو احمدی معاشرے میں جس کو اللہ اور رسول ﷺ کا حکم ہے کہ سلامتی پھیلاؤ، اس میں یہ باتیں نہیں ہونی چاہئیں۔ اس کے بعد کہ ہم نے زمانے کے امام کو مان لیا، اس کے بعد کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں اعلیٰ اخلاق پر قائم رہنے کے طریقے بھی سکھا دیئے۔ یہ بھی بتا دیا کہ میرے سے تعلق رکھنا ہے تو اُن اعلیٰ اخلاق کو اپناؤ جن کا اللہ اور اس کا رسول حکم دیتا ہے، ہمیں سوچنا چاہئے کہ اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے کے بعد جبکہ ہمیں مخالفتوں کا سامنا اس لئے ہو رہا ہے کہ تم نے کیوں اس شخص کو مانا جو کہتا ہے کہ مَیں مسیح موعود نبی اللہ ہوں۔ احمدیت قبول کرنے کے بعد بعض لوگوں کو اپنے رشتہ داروں سے بھی بڑی تکلیف اٹھانی پڑی۔ اپنوں نے بھی رشتے توڑ دیئے۔ باپوں نے اپنے بچوں پر سختیاں کیں اور گھروں سے نکال دیا۔ اس لئے نکال دیا کہ تم نے احمدیت کیوں قبول کی۔ تو اس صورتحال میں ایک احمدی کو کس قدر اپنے رشتوں کا پاس کرنا چاہئے۔ ہر ایک کو یہ سوچنا چاہئے کہ اُس شخص سے منسوب ہونے کے بعد جس کا نام خدا تعالیٰ نے سلامتی کا شہزادہ رکھا ہے ہمیں کس قدر سلامتی پھیلانے والا اور رشتوں کو مضبوط کرنے کی کوشش کرنے والا ہونا چاہئے۔

پس ہر احمدی کو اپنے اندر یہ احساس پیدا کرنا چاہئے کہ ہم سلامتی کے شہزادے کے نام پر بٹہ لگانے والے نہ ہوں۔ اگر ہم اپنے رشتوں کا پاس کرنے والے، ان سے احسان کا سلوک کرنے والے، ان کو دعائیں دینے والے، اور ان سے دعائیں لینے والے نہ ہوں گے تو ان لوگوں سے کس طرح احسان کا سلوک کرسکتے ہیں، ان لوگوں سے کس طرح احسان کا تعلق بڑھا سکتے ہیں، ان لوگوں کا کس طرح خیال رکھ سکتے ہیں جن سے رحمی رشتے بھی نہیں ہیں۔

بعض عہدیداروں کے بارے میں بھی شکایات ہوتی ہیں کہ بیوی بچوں سے اچھا سلوک نہیں ہوتا۔ پہلے بھی مَیں ذکر کرچکا ہوں، اس ظلم کی اطلاعیں بعض دفعہ اس کثرت سے آتی ہیں کہ طبیعت بے چین ہوجاتی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کیا انقلاب پیدا کرنے آئے تھے اور بعض لوگ آپؑ کی طرف منسوب ہوکر بلکہ جماعتی خدمات ادا کرنے کے باوجود، بعض خدمات ادا کرنے میں بڑے پیش پیش ہوتے ہیں اس کے باوجود، کس کس طرح اپنے گھر والوں پر ظلم روا رکھے ہوئے ہیں۔ اللہ رحم کرے اور ان لوگوں کو عقل دے۔ ایسے لوگ جب حد سے بڑھ جاتے ہیں اور خلیفۂ وقت کے علم میں بات آتی ہے تو پھر انہیں خدمات سے بھی محروم کردیا جاتا ہے۔ پھر شور مچاتے ہیں کہ ہمیں خدمات سے محروم کردیا تو یہ پہلے سوچنا چاہئے کہ ایک عہدیدار کی حیثیت سے ہمیں احکام قرآنی پر کس قدر عمل کرنے والا ہونا چاہئے۔ سلامتی پھیلانے کے لئے ہمیں کس قدر کوشش کرنی چاہئے۔

پھر اسی آیت میں ایک یہ حکم ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یتیموں سے بھی احسان کا سلوک کرو کیونکہ یہ معاشرے کا کمزور طبقہ ہے پھر فرمایا مسکینوں سے بھی حسن سلوک کرو۔ یہ دونوں طبقے یعنی یتیم اور مسکین معاشرے کے کمزور ترین طبقے ہیں ان کا کوئی مددگار نہیں ہوتا۔ اگر ان پر ظلم ہو رہا ہے تو ان کے خلاف کوئی آواز اٹھانے والا نہیں ہوتا اور پھر بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ یہ کمزور طبقے ردّعمل کے طور پر پھر فساد کی وجہ بنتے ہیں۔ اور فساد کی وجہ اس طرح ہے کہ پہلے چھوٹی چھوٹی باتوں اور برائیوں میں ملوث ہوتے ہیں اپنے حقوق حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ لڑائی جھگڑے ہوتے ہیں۔ پھر مفاد اٹھانے والے گروہ ان لوگوں کی تلاش میں رہتے ہیں۔ معاشرے کے خلاف ان کے ذہنوں میں زہر بھرتے ہیں۔ ایسا مایوس طبقہ جس کے حقوق ردّ کئے گئے ہوں، پھر یہ جائز سمجھتا ہے کہ جو کچھ بھی وہ اپنا حق لینے کے لئے کر رہا ہے، وہ جو مرضی چاہے حرکتیں کر رہا ہو وہ ٹھیک کر رہا ہے۔ اس کو یہ خیال ہوتا ہے کہ اس کے یہ ہمدرد ہی اس کے خیر خواہ ہیں جو حقیقت میں اس کو معاشرے میں فساد پھیلانے کے لئے استعمال کر رہے ہوتے ہیں۔ غریب ملکوں میں اگر جائزہ لیں تو ایسے یتیم جن کے خاندانوں نے، ان کے عزیزوں نے ان کا خیال نہیں رکھا یا اس حیثیت میں نہیں کہ خیال رکھ سکیں خود بھی غربت نے انہیں پیسا ہوا ہے ایسے محروم بچے پھر تربیت کے فقدان کی وجہ سے بلکہ مکمل طور پر جہالت میں پڑ جانے کی وجہ سے تعمیری کام نہیں کرسکتے اور پھر ان لوگوں کے ہاتھ میں چڑھ جاتے ہیں جو ان سے ناجائز کام کرواتے ہیں۔

اسی طرح ایسے لوگ جو کثیر العیال ہوں جن کی اولادیں بہت زیادہ ہیں، بچے زیادہ ہوتے ہیں، ان کی پرورش نہیں کرسکتے، وہ اپنے بچوں کو، مثلاً مَیں نے پاکستان میں دیکھا ہے۔ مدرسوں کے سپرد کردیتے ہیں، بیشمار بچے جو مدرسوں میں ہیں وہ غریبوں کے بچے ہیں۔ گو وہاں بظاہر ان کی دینی تعلیم ہو رہی ہوتی ہے لیکن ایک بڑی تعداد مذہب کے نام پر ہڑتالوں، فسادوں اور بعض دفعہ خودکش حملوں کے لئے تیار ہو رہی

ہوتی ہے۔ جہاد کے نام پر، جہاد کے غلط تصور سے ان کی برین واشنگ (Brain Washing) کی جا رہی ہوتی ہے۔ اگر ایسے بہت سے یتیموں کو، غریب لوگوں کو سنبھالا گیا ہوتا، ان کے معاشی مسائل نہ ہوتے، پڑھنے کے مواقع میسر ہوتے تو بڑی تعداد اس قسم کے فتنے اور فساد کے کاموں سے بچ جاتی۔

ایک دفعہ مَیں بھیرہ کے علاقے میں گیا، بھیرہ سے نکل کر ہم دیہاتوں میں شکار کے لئے گئے تھے تو کچھ لڑکے وہاں آ گئے اور وہ مدرسے کے لڑکے تھے۔ ان سے باتیں شروع ہو گئیں۔ مَیں نے پوچھا کیا کچھ پڑھتے ہو، کیا کچھ کرتے ہو؟ تو انہوں نے پڑھائی کی باتیں کم بتائیں، یہ بتایا کہ ہم یہاں ہینڈ گرنیڈ بھی بناتے ہیں، ہم یہاں اپنے کارتوس بھی بھرتے ہیں بلکہ بندوقیں بنانے کی ہمیں ٹریننگ دی جاتی ہے۔ تو یہ حال ہے۔ ماں باپ ان کو دینی تربیت کے لئے بھیجتے ہیں اور وہاں جا کر ان غریب بچوں کو جو تربیت دی جا رہی ہوتی ہے وہ ایسی کہ بعد میں ان کو جہاد کے نام پر غلط طور پر شدّت پسندی کے لئے استعمال کیا جاتا ہے، فساد پھیلانے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ ماں باپ بیچارے اس امید پر بیٹھے ہیں کہ کم از کم دینی علم حاصل ہو جائے گا، ہمارا بچہ بچ جائے گا لیکن یہ پتہ نہیں ہوتا کہ وہ کن ہاتھوں میں ہے جو اپنے مفاد کے لئے ان بچوں سے مذہب کے نام پر خون کروانے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ پس اس فساد سے بچنے کے لئے یہ معاشرے کا کام ہے اور وقت کی حکومت کا کام ہے کہ ایسے طبقے کو سنبھالیں، انہیں دھتکارنے کی بجائے انہیں سینہ سے لگائیں۔ ان کو جذباتی چوٹیں پہنچانے کی بجائے زیادہ بڑھ کر ان کے جذبات کا خیال رکھیں۔ کیونکہ یہ کمزور طبقہ جذباتی طور پر بہت حساس ہوتا ہے۔ معاشرے کو اس کے جذبات کو تعمیری رخ دینے کی کوشش کرنی چاہئے اور یہ بات اس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک ان سے انتہائی احسان کا سلوک نہ کیا جائے اور یہ بات جہاں معاشرے میں محروم طبقے کو عزت دلوانے والی ہو گی وہاں معاشرے کے امن اور سلامتی کی بھی ضامن ہو جائے گی اور پھر یتیموں کی خبر گیری کرنے والے، مسکینوں کا خیال رکھنے والے اللہ تعالیٰ کے پیار کے بھی مورد بنتے ہیں۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مَیں اور یتیم کی دیکھ بھال کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے جس طرح دو انگلیاں (اپنی دو انگلیاں کھڑی کر کے ملا کر بتایا کہ اس طرح) یعنی ایسا شخص میرے قریب ہو گا۔

(ابن ماجہ ابواب الادب۔ باب حق الیتیم)

پھر ایک روایت میں آپؐ نے فرمایا کہ مسلمانوں کے گھروں میں سے بہترین گھر وہ ہے جس میں یتیم کی پرورش کی جائے۔ (ابن ماجہ ابواب الادب۔ باب حق الیتیم)

ایک روایت میں آتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ انسان کی بدبختی کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقارت کی نظر سے دیکھے۔ غریبوں اور مسکینوں کو جو بعض لوگ حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں، ان کے لئے بڑی فکر والی بات ہے۔ (مسلم کتاب البر والصلۃ۔ باب تحریم ظلم المسلم وخذلہ)

مَیں ضمناً یہاں یہ ذکر کر دوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں یتیموں کی خبر گیری کا نظام ہے، پاکستان میں بھی ایک کمیٹی بنی ہوئی ہے جو باقاعدہ جائزہ لے کر ان کی تعلیم کا، ان کے رہن سہن کا مکمل خیال رکھتی ہے اور اسی طرح دوسرے ممالک میں بھی، خاص طور پر افریقن ممالک میں بھی اللہ کے فضل سے کوشش کی جاتی ہے کہ ان کی ضروریات پوری کی جائیں۔ اس کے لئے یتامیٰ کی خبر گیری کے لئے ایک فنڈ ہے، اس میں بھی احباب جماعت کو دل کھول کر مدد کرنی چاہئے تا کہ زیادہ سے زیادہ یتیموں کی ضروریات پوری کی جا سکیں۔

اسی طرح غریب بچیوں کی شادیوں کے لئے جو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے مریم فنڈ کی تحریک کی تھی۔ شروع میں تو اس طرف بہت توجہ تھی اور جماعت نے بھر پور حصہ لیا، بچیوں کی شادیوں میں کوئی روک نہیں تھی۔ اب بھی اللہ کے فضل سے کوئی روک تو نہیں ہے لیکن جس کثرت سے، جس شوق سے جماعت کے افراد اس میں حصہ لے رہے تھے اور چندہ دیتے تھے، رقمیں آ رہی تھیں اس طرح اب نہیں آ رہیں۔ تو اس طرف بھی جماعت کو اور خاص طور پر مخیّر حضرات کو توجہ کرنی چاہئے۔ یہ یتیموں، غریبوں اور مسکینوں سے حسن سلوک ہے جو یقیناً ان حسن سلوک کرنے والوں کے لئے جنت کی خوشخبری دیتا ہے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ اس دارالسلام کی خوشخبری دیتے ہیں کہ انہوں نے چند لوگوں کی بہتری اور سلامتی کے لئے کوشش کی، ان کی تکلیفوں کو دور کرنے کی کوشش کی۔

ایک روایت میں آتا ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنی حفاظت اور رحمت میں رکھے گا اور اسے جنت میں داخل کرے گا جو کمزوروں پر رحم کرے، ماں باپ سے محبت کرے اور خادموں اور نوکروں سے اچھا سلوک کرے۔ (ترمذی۔ صفۃ القیامۃ)

پھر معاشرے کی سلامتی، صلح اور محبت کی فضا پیدا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرمایا کہ ہمسایوں سے اچھا سلوک کرو۔ اور صرف رشتہ دار ہمسایوں سے اچھا سلوک نہیں کرنا کہ اس میں 100 فیصد بے نفسی اور صرف خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے حسن سلوک نظر نہیں آتا بلکہ غیر رشتہ داروں سے بھی کرنا ہے۔ یعنی رشتہ داروں سے حسن سلوک میں تو پسند اور ناپسند کا سوال آ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حقیقی بندہ جو اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے کوشش کرتا ہے اس کا تو تب پتہ لگے گا کہ غیروں سے بھی حسن سلوک کرو۔ جو غیر رشتہ دار ہمسائے ہیں ان سے بھی حسن سلوک کرو۔ ہمسایوں کے حقوق کا خیال رکھنے کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس قدر تلقین کی گئی، اس قدر تواتر سے آنحضرت ﷺ کو اس طرف توجہ دلائی گئی کہ آپؐ نے فرمایا کہ مجھے خیال ہوا کہ شاید اب ہمسائے ہماری وراثت میں بھی حصہ دار بن جائیں گے۔ تو ہمسائے کی یہ اہمیت، یہ احساس دلانے کے لئے ہے کہ اس کا خیال رکھنا، اس سے حسن سلوک کرنا، اس کی ضروریات کو پورا کرنا بہت اہم ہے۔ کیونکہ یہ بھی ہمسائے ہیں جو گھر کی چار دیواری سے باہر قریب ترین لوگ ہیں۔ اگر یہ ایک دوسرے سے حسن سلوک نہ کریں، ایک دوسرے کے لئے تکلیف کا باعث بنیں، تو جس گلی میں یہ گھر ہوں گے جہاں حسن سلوک نہیں ہو رہا ہو گا تو وہ گلی ہی فساد کی جڑ بن جائے گی۔ اس گلی میں پھر سلامتی کی خوشبو نہیں پھیل سکتی۔ گھر سے باہر نکلتے ہی سب سے زیادہ آمنا سامنا ہمسایوں سے ہوتا ہے۔ ان کو اگر دل کی گہرائیوں سے سلامتی کا پیغام پہنچائیں گے تو وہ بھی آپ کے لئے سلامتی بن جائیں گے۔

ان مغربی ممالک میں عموماً ہر کوئی اپنے میں مگن رہتا ہے ان لوگوں کی ایک زندگی بن گئی ہے کہ اپنا گھر یا اپنے بہت قریبی۔ ہمسائے کا وہ تصور یہاں ہے ہی نہیں جو اسلام نے ہمیں سکھایا ہے۔ یہی اسلام کی خوبی ہے کہ ہر بظاہر چھوٹی سے چھوٹی بات کی طرف بھی توجہ دلا دی اور پھر اس کے نتیجے کے طور پر بڑی بڑی جنتوں کی خبریں دیں تا کہ ہر طرح سے معاشرے میں سلامتی پھیلانے کے لئے ہر مومن کوشش کرے۔ تو جب ان لوگوں سے سلامتی کا پیغام پہنچاتے ہوئے ہم تعلق رکھیں گے، جب ان لوگوں کو یہ پتہ چلے گا کہ یہ لوگ بے غرض ہو کر ان سے تعلق رکھ رہے ہیں، ان کے یہ تعلق ہماری ہمدردی کے لئے ہیں، تو یہ لوگ خوش بھی ہوتے ہیں اور حیران بھی ہوتے ہیں کیونکہ اس کی ان کو عادت نہیں ہے۔ ان باتوں کا، اس خوشی کے اظہار کا، ان کی باتوں اور خیالات سے بڑا واضح پتہ لگ رہا ہوتا ہے۔ اس تعلق کو بڑھانے کی وجہ سے فطرت کی جو آواز ہے۔ اگر نیک فطرت ہے تو فطرت تو ہر ایک سے یہ چاہتی ہے کہ نیکی کا سلوک ہو۔ فطرت کی وہ آواز ان کے اندر بھی انگڑائی لیتی ہے۔ وہ بھی اس بات پر خوش ہوتے ہیں کہ ہمارے ہمسائے ہمارے سے نیک تعلق کی وجہ سے رابطہ رکھ رہے ہیں۔ کوئی مفاد یا ذاتی منفعت حاصل کرنا ان کا مقصد نہیں ہے۔ اِلّا ماشاء اللہ اکثریت اس بات پر خوش ہوتی ہے۔

جب سے مَیں نے ان مغربی ممالک کے رہنے والوں کو خاص طور پر ہمسایوں سے اچھے تعلق رکھنے کی طرف توجہ دلائی تھی، بعض جگہ سے بہت خوش کن رپورٹس آئی ہیں۔ وہی لوگ جو پاکستانی یا ایشین مسلمان ہمسایوں سے خوفزدہ تھے جب ان کے یہ تعلق بڑھنے شروع ہوئے، عید، بقر عید پر، ان کے تہواروں پر، جب تحفے ان کی طرف جانے شروع ہوئے تو اس کی وجہ سے ان میں نرمی پیدا ہونی شروع ہو گئی، ان کے خوف بھی دور ہوئے۔ وہی لوگ جو اسلام کو شدت پسند اور امن برباد کرنے والا مذہب سمجھتے تھے اسلام کی سلامتی کی تعلیم سے متاثر ہو رہے ہیں۔ مسجد فضل کے حلقے میں بھی دو سال سے ہمسایوں کو بلا کر ان کی دعوت وغیرہ کی جاتی ہے۔ علاوہ اس ذاتی تعلق کے جو لوگ اپنے طور پر گھروں میں بھی کرتے ہوں گے۔ اس سال بھی جو انہوں نے فنکشن کیا تھا مَیں اس میں شامل ہوا تھا تو مَیں نے ہمسایوں کے تعلق میں جب ان کے سامنے اسلامی تعلیم پیش کی تو سب نے حیرت اور خوشی سے اس کو سنا اور اس کا اظہار کیا اور شکریہ ادا کیا اور اب تک بھی مختلف حوالوں سے مختلف موقعوں پر ان ہمسایوں کے مجھے خطوط آتے رہتے ہیں، کارڈز بھی آتے رہتے ہیں۔ تو سب ہمسایوں سے حسن سلوک جہاں سلامتی کی ضمانت ہے وہاں اس سے تبلیغ کا بھی بہترین راستہ کھل جاتا ہے۔

اگر ان لوگوں میں مذہب سے دلچسپی نہیں ہے تو کم از کم ایسے لوگوں کے ذہنوں سے اسلام کے خلاف جو زہر بھرا گیا ہے وہ نکل جاتا ہے۔ اگر ہمسائیگی کی وسعت ذہن میں ہو تو پوری دنیا میں سلامتی اور صلح

SHAHEEN REISEN
Authorised Agents

ہمارے معزز کرم فرماؤں کے لئے خوشخبری

آپ دنیا بھر کی کسی بھی ائر لائن کی ٹکٹ ہماری جدید ترین Ticket-Druckmaschine سے فوری پرنٹ کروائیں۔
نیز ہمارے پاس جرمنی کے کسی بھی ائرپورٹ پر ایمرجنسی کی صورت میں چند لمحوں میں ٹکٹ پہنچانے کا بندوبست موجود ہے۔
اس کے علاوہ آپ بذریعہ ٹیلی فون اور E-Mail سیٹ بک کروا کر گھر بیٹھے اپنی OK ٹکٹ بذریعہ ڈاک حاصل کریں۔
جلسہ سالانہ UK کے لئے پرواز کرنے اور فیری کے ذریعہ سفر کرنے والوں کے لئے انتہائی مناسب ریٹ پر بکنگ جاری ہے۔
براہ مہربانی مزید معلومات کے لئے نئے ٹیلی فون نمبر نوٹ فرمالیں۔ شکریہ

Tel: 06151-36 88 525 **Fax: 06151-36 88 526**
Siemens str - 6 , 64289 Darmstadt - Germany shahenn-reisen@gmx.de

کی بنیاد پڑ سکتی ہے۔ دنیا سے فساد دُور ہو سکتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ہمسائیگی تو 100 کوس تک بھی ہوتی ہے۔ پس آج جبکہ احمدی دنیا کے 185 سے زائد ممالک میں ہیں۔ بعض علاقوں میں شاید تھوڑے ہیں یا زیادہ ہیں۔ اپنے اردگرد کے 100-100 میل کے علاقے کو بھی اپنی سلامتی کے پیغام سے معطر کر دیں تو دنیا کے ایک وسیع حصے میں اسلام کے بارے میں جو غلط فہمیاں ہیں، اس کے خلاف جو پُرتشدّد اور ظلم کرنے والا ہونے کا الزام لگایا جاتا ہے وہ سب داغ دُھل سکتے ہیں۔ اگر ہم ایسا نہ کریں تو اس عہد کی کوتاہی کر رہے ہوں گے جو ہم نے اس زمانے کے امام سے باندھا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہارے پیار محبت کے تعلقات جس سے تمہارے حقیقی مسلمان ہونے کا پتہ چلے، مزید وسیع ہونے چاہئیں، اَور وسیع ہونے چاہئیں۔ کیونکہ تمہارے تعلقات کی جتنی وسعت ہوگی یا وسعت ہوتی جائے گی۔ پُرامن اور سلامتی بکھیرنے والا معاشرہ اتنا وسیع ہوتا چلا جائے گا۔ کس حد تک وسعت دینی ہے؟ سارے معاشرے کو اس نے اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔ ایک تو ہمسائیگی نے اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔ پھر فرمایا کہ تمہارے ہم جلیس جو مجلسوں میں تمہارے ساتھ ہیں جو تمہارے ساتھ کام کرنے والے ہیں۔ دفتروں میں تمہارے ساتھ ہیں، کاروباری جگہوں پر تمہارے ساتھ ہیں، تم سے ان سب کے ساتھ احسان کی توقع کی جاتی ہے۔ پھر میٹنگز ہیں، اجلاس ہیں، آپس کے معاشرے میں بھی جلسے ہیں تو یہاں بھی پیار اور محبت اور احسان کا سلوک کرنے کا حکم ہے۔ اب اگر اتنا وسیع معاشرہ ہے اور معاشرے کے حقوق کا اسلام نے حکم دیا ہے کہ اگر انسان تصور کرے تو کوئی باہر رہ ہی نہیں جاتا اور یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ دل میں کسی بھی شخص کے خلاف کسی بھی قسم کی قبض ہو بلکہ کُھلے دل سے ہر ایک کو انسان سلامتی کا تحفہ بھیج رہا ہوگا، کوئی دل میں رنجش رہ ہی نہیں سکتی۔

بعض دفعہ اجتماعوں پر جلسوں پر بعض بدمزگیاں ہو جاتی ہیں اور پھر جلسہ بھی آ رہا ہے اور اجتماعات بھی آ رہے ہیں۔ تو اگر یہ سوچ ہو کہ میرے سے ان سب کے لئے احسان کے جذبات کے سوا کسی قسم کا کوئی اور اظہار نہیں ہونا چاہئے تو یہی چیز ہے جو معاشرے میں سلامتی پھیلانے والی ہو جائے گی اور حسن سلوک سے لوگ ایک دوسرے سے اچھے تعلقات بنانے والے ہو جائیں گے۔

پھر معاشرے پر سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی سلامتی کے پیغام کو دوسروں تک پہنچاؤ۔ جیسا کہ پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے کہ اپنوں میں بھی اور غیروں میں بھی سلام کو رواج دو۔ جب کوئی مسلمان کسی کو سلام کرے تو مسلمان کے لئے یہ حکم ہے کہ اس کو پہلے سے بڑھ کر سلامتی لوٹاؤ۔ ایسی سلامتی جب ایک مسلمان معاشرے میں، جب ایک احمدی معاشرے میں لوٹائی جا رہی ہوگی تو ہر قسم کے جھگڑوں اور فسادوں اور لڑائیوں اور رنجشوں کی بیخ کنی ہو جائے گی، وہ ختم ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ احسان کا جواب احسان سے دو اور سلام کے بارے میں بھی آیا ہے کہ سلام کرو تو احسن رنگ میں اس کو لوٹاؤ۔ تحفے کے بارے میں آیا ہے کہ اگر کوئی تمہیں تحفہ دے تو بہترین رنگ میں اس کو لوٹاؤ یا کم از کم ویسا ہی اس کو لوٹا دو۔

ایک دفعہ ایک مجلس میں ایک شخص آیا جس نے آنحضرت ﷺ کو اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہا اور بیٹھ گیا۔ آنحضور ﷺ نے جواب دیا وَعَلَیْکُمُ السَّلَام وَرَحْمَۃُ اللّٰہ، پھر دوسرا شخص آیا اس نے کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُم وَرَحْمَۃُ اللّٰہ۔ آپؐ نے فرمایا وَعَلَیْکُمُ السَّلَام وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ، تیسرا شخص آیا اس نے کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُم وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔ آپؐ نے فرمایا وَعَلَیْکُمُ السَّلَام یا شاید وَعَلَیْکُم اس پر ایک قریب بیٹھے ہوئے صحابی نے پوچھا کہ باقی دو کو تو آپ نے دعائیہ کلمات کہے اور بڑا اچھا جواب دیا۔ اس کو صرف وَعَلَیْکُم کہا ہے تو آپؐ نے فرمایا کہ انہوں نے جتنا سلام کیا تھا اس میں گنجائش تھی کہ بہتر کر کے لوٹا سکتا، اس لئے ان کو مَیں بہتر کر کے سلام واپس کرتا رہا ہوں۔ اس شخص نے بہترین دعائیہ کلمات کہے اس کے علاوہ کچھ اور جواب بنتا نہیں تھا تو مَیں نے کم از کم اس حکم کے تحت کہ وہی چیز لوٹا دو مَیں نے وَعَلَیْکُم کہہ کر اسی طرح کا اس کو سلام واپس کر دیا۔ تو یہ ہے سلامتی پہنچانے کے طریقے اور آنحضرت ﷺ کا اسوہ۔

پھر فرمایا کہ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ سے مراد یہ بھی ہے کہ ساتھ کام کرنے والے، جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہہ دیا ہے۔ ماتحتی میں کام کرنے والے ہیں، افسران بالا ہیں۔ ان سب کے لئے نیک جذبات ہونے چاہئیں۔ ان سب کو سلامتی کا پیغام پہنچانا چاہئے۔

پھر فرمایا کہ مسافروں سے بھی یہ سلوک کرو۔ سفر میں جو ایک تھوڑے سے عرصہ کے لئے ساتھ ہوتا ہے۔ اس میں بھی تمہارے اندر حسن و احسان کی تصویر نظر آنی چاہئے تا کہ یہ معمولی وقتی تعلق بھی کوئی بداثر نہ چھوڑے۔ تو خدا تعالیٰ کی اپنے بندے سے یہ توقعات ہیں کہ معمولی سا بھی کوئی ایسا موقع پیدا نہ ہو جو معاشرے میں فساد یا جھگڑے کا باعث بنے۔

پھر فرمایا ان سے بھی یہ نیک سلوک ہو جن کے تمہارے دائیں ہاتھ مالک ہیں، تمہارے ماتحت ہیں، تمہارے ملازم ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ وہ سب جاندار جو تمہارے قبضے میں ہیں ان سے احسان کا سلوک کرو۔ تو یہ ہے کمزور طبقے کی، غلاموں کی عزت قائم کرنے کا اسلامی حکم کہ جن کو تم اپنا غلام سمجھتے ہو جو تمہارے ملازم ہیں ان سے بھی سختی اور ظلم نہ کرو۔ حکم یہ ہے کہ ان سے بھی کوئی ایسا کام نہ لو جو ان کی طاقت سے باہر ہو۔ اگر کوئی ایسا مشکل کام ہو تو پھر ان کا ہاتھ بٹاؤ تو یہ وہ اصول ہیں جن سے معاشرہ صلح جو اور سلامتی پھیلانے والا بن سکتا ہے۔ یہی اصول ہے کہ ہر وقت ذہن میں ہو کہ مَیں نے احسان کرنا ہے۔ جس سے محبتیں جنم لیتی ہیں۔ جس سے ملازم بھی مالک کے لئے قربانیاں کرنے والے ہوتے ہیں۔ ورنہ ملازم سے بھی اگر اس کی طاقت سے بڑھ کر کام لیا جائے تو پھر یہ ان لوگوں کے دلوں میں نفرتوں کے بیج بوتے ہیں جو آخرکار سلامتی کی بجائے فساد پر منتج ہوتے ہیں۔

اس آیت کے آخر میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ مَنْ کَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا یعنی اللہ تعالیٰ اس شخص کو پسند نہیں کرتا جو متکبر اور شیخی بگھارنے والا ہو۔ جیسا کہ مَیں نے کہا تھا کہ یہ آخری حکم دے کر یا اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کر کے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو ان باتوں پر عمل نہیں کرتا وہ متکبر ہے نہ وہ اللہ کا سچا عابد بن سکتا ہے اور پھر اس وجہ سے اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے انبیاء کو بھی قبول نہیں کرتا۔ تمام انبیاء کی تاریخ ہمیں یہی بتاتی ہے۔ بلکہ اس تکبر کی وجہ سے شیطان کے پیچھے چلنے والا ہوتا ہے کیونکہ شیطان نے تکبر کی وجہ سے ہی انکار کیا تھا۔

تو اس زمانے میں بھی دیکھ لیں، یہ ان لوگوں کا تکبر ہی ہے جو انہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے سے روک رہا ہے یا اس راستے میں روک بنا ہوا ہے اور یہی تکبر ہے جو حقوق العباد ادا کرنے میں روک بنتا ہے جس کے متعلق خدا تعالیٰ نے اپنی ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا ہے۔ یہ لوگ جو تکبر کرنے والے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں اپنی ناپسندیدگی کا اظہار فرما چکا ہے اس لئے یہ لاکھ سلامتی کے دعوے کریں اور اس کے لئے کوشش کریں یہ کامیاب نہیں ہو سکتے۔ اس لئے کہ انہوں نے اس تکبر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے امام کا انکار کیا اور اس وجہ سے اس سلامتی سے محروم ہو گئے ہیں جس کا آنا صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ سلامتی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کے پیاروں سے تکبر کا سلوک کرو گے، ان کا انکار کرو گے تو سلامتی سے بھی محروم ہو جاؤ گے۔ پس ہماری خوش قسمتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس امام کو پہچاننے کی توفیق عطا فرمائی۔ اس لئے ہمیں ان باتوں پر غور کرتے ہوئے حقیقی عابد اور صحیح رنگ میں نیک اعمال بجالانے کی کوشش کرنے والا بننا چاہئے۔ ورنہ یہ نہ ہو کہ ہم میں سے کوئی اللہ تعالیٰ کی ناپسندیدگی کی لپیٹ میں آ جائے اور پھر ان نعمتوں سے محروم ہو جائے جو اللہ تعالیٰ نے ایک مومن کے لئے پیدا کی ہیں۔ ان بشارتوں سے محروم ہو جائے جو اللہ تعالیٰ نے مومن بندے کو دی ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے ہوئے، اس سے مدد مانگتے ہوئے ہمیں اپنے جائزے لینے چاہئیں کہ اگر ماضی میں کوئی کمیاں، کوتاہیاں ہو گئی ہیں تو خدا تعالیٰ کی رحمت طلب کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ بڑا رحیم ہے۔ اللہ فرماتا ہے کہ غلطی سے اگر تم کوئی کام کرتے ہو تو مَیں معاف کرنے والا ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ کی رحمت طلب کرنی چاہئے تا کہ اللہ تعالیٰ کا سلامتی کا پیغام ہمیں پہنچے اور ہم اس کی بخشش کی لپیٹ میں آ جائیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

”مومن حسین ہوتا ہے۔ جس طرح ایک خوبصورت انسان کو معمولی اور ہلکا سا زیور بھی پہنا دیا جائے تو وہ اسے زیادہ خوبصورت بنا دیتا ہے اگر وہ بدعمل ہے تو پھر کچھ بھی نہیں۔ انسان کے اندر جب حقیقی ایمان پیدا ہو جاتا ہے تو اس کو اعمال میں ایک خاص لذت آتی ہے اور اس کی معرفت کی آنکھ کھل جاتی ہے۔ وہ اس طرح نماز پڑھتا ہے جس طرح نماز پڑھنے کا حق ہوتا ہے۔ گناہوں سے اسے بیزاری پیدا ہو جاتی ہے۔ ناپاک مجلس سے نفرت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور رسول کی عظمت اور جلال کے اظہار کے لئے اپنے دل میں ایک خاص جوش اور تڑپ پاتا ہے۔ ایسا ایمان اسے حضرت مسیحؑ کی طرح صلیب پر چڑھ جانے سے بھی نہیں روکتا۔ وہ خدا تعالیٰ کے لئے اور صرف خدا تعالیٰ کے لئے حضرت ابراہیمؑ کی طرح آگ میں بھی پڑ جانے سے راضی ہوتا ہے۔ جب وہ اپنی رضا کو رضائے الٰہی کے ماتحت کر دیتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ جو عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْر ہے اس کا محافظ اور نگران ہو جاتا ہے اور اسے صلیب پر سے بھی زندہ اتار لیتا ہے اور آگ میں سے بھی صحیح و سلامت نکال لیتا ہے۔ مگر ان عجائبات کو وہی لوگ دیکھا کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ پر پورا ایمان رکھتے ہیں۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 249 جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو کامل الایمان بنائے اور ہمیشہ ہم پر اپنی پسندیدگی کی نظر ڈالتے ہوئے ہمیں ہر آگ سے سلامت نکالتا رہے اور ہم ہر دم اس کی رحمت اور بخشش اور فضل کے نظارے دیکھتے رہیں۔

بقیہ: حضرت آدم علیہ السلام
قرآن مجید اور بائبل کا موازنہ
از صفحہ نمبر 4

اِنَّ لَکَ اَلَّا تَجُوْعَ فِیْھَا وَلَاتَعْرٰی۔ وَاَنَّکَ لَا تَظْمَؤُا فِیْھَا وَلَا تَضْحٰی (طٰہٰ:119-120)

کہ تمہیں تمدّن کی برکات سے حصہ دیا جاتا ہے اس کی خرابیوں کو دور کرنا بھی تمہارا فرض ہوگا۔ تمہارے لئے لازمی ہے کہ معاشرہ کے سب ارکان کی بنیادی ضروریات کا انتظام کرو۔ دنیا آج بھی اس معاشرتی تعلیم کی طرف زیادہ توجہ دینے کی محتاج ہے۔

بہرحال قرآن مجید نے آدمؑ کے ذکر میں معاشرۂ انسانی کے ایک اہم موڑ کی نشاندہی کی ہے اور اس کے ذریعہ مثالی معاشرہ کی تعلیم دی ہے اور بائبل کے واقعۂ آدمؑ میں یہ مضمون نہ ہونے کے برابر ہے۔

تیسرا امر:

قرآن و بائبل کا واقعہ آدمؑ کے ضمن میں موازنہ کا آخری پہلو جو خاکسار پیش کرنا چاہتا ہے۔ روحانیت اور روحانی نظام کے دائرہ سے تعلق رکھتا ہے۔ اس بارہ میں قرآن و بائبل کے بیانات متضاد ہیں۔ جہاں قرآن کا بیان ہے کہ آدمؑ کے ذریعہ ایک نئے روحانی دور کی ابتداء ہوئی اور آدمؑ نسلِ انسانی کے اس روحانی معراج کے ابتدائی نقطہ کے طور پر تھے وہاں بائبل کا یہ عجیب موقف ہے کہ روحانی ترقی کا یہ سامان خدا کی نافرمانی اور شیطانی تحریک سے پیدا شدہ گناہ کے باعث ہوا۔

قرآن حکیم کا بیان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو عظیم استعدادیں اور صلاحیتیں دے کر یہ شرف عطا فرمایا ہے کہ وہ صفات الٰہیہ کا مظہر بنے۔ سب خوبصورتی اور ہر قسم کے فیوض کا مجموعہ اور منبع خدا کی ذات ہے۔ حسن واحسان کا وہی ایک حقیقی واحد ماڈل ہے اور اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں اور ہمارے اس روحانی دور کا پہلا وجود آدمؑ اپنے زمانہ میں صفات الٰہیہ کا سب سے بڑا مظہر بن کر اس قابل ہوا کہ وہ زمین پر خدا کا خلیفہ کہلائے اور خدا اور اس کی مخلوق کے درمیان ارشاد و ہدایت کے لئے واسطہ ہو۔ یہ مقام روحانی مجاہدہ اور روحانی ارتقاء کے کئی ادوار میں سے گزر کر حاصل ہوتا ہے جن کے بعد خدا تعالیٰ کی طرف سے نفخ روح ہوتا ہے۔ خدا اپنا کلام اس پر نازل فرماتا ہے اور خدا کی روح اس میں پھونکی جاتی ہے۔ اور اس مقام پر وہ خلیفۃ اللہ ملائکہ کی تائیدات کا مسجود بنایا جاتا ہے۔

اس مقام کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''روحانی وجود کی روح، روحانی قالب طیار ہونے کے بعد انسان کے روحانی وجود میں داخل ہوتی ہے یعنی اس وقت جبکہ انسان شریعت کا تمام جُوآ اپنی گردن پر لے لیتا ہے اور مشقت اور مجاہدہ کے ساتھ تمام حدودِ الٰہیہ کے قبول کرنے کے لئے طیار ہوتا ہے۔ اور ورزشِ شریعت اور بجا آوریٔ احکام کتاب اللہ سے اس لائق ہو جاتا ہے کہ خدا کی روحانیت اس کی طرف توجہ فرماوے اور سب سے زیادہ یہ کہ اپنی محبت ذاتیہ سے اپنے تئیں خدا تعالیٰ کی محبت ذاتیہ کا مستحق ٹھیرا لیتا ہے جو برف کی طرح سفید اور شہد کی طرح شیریں ہے اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں وجود روحانی خشوع کی حالت سے شروع ہوتا ہے اور روحانی نشوونما کے چھٹے مرتبہ پر یعنی اس مرتبہ پر کہ جبکہ روحانی قالب کے کامل ہونے کے بعد محبت ذاتیہ الٰہیہ کا شعلہ انسان کے دل پر ایک روح کی طرح پڑتا ہے اور دائمی حضور کی حالت اُس کو بخش دیتا ہے کمال کو پہنچتا ہے اور تبھی روحانی حسن اپنا پورا جلوہ دکھاتا ہے۔ لیکن یہ حُسن جو روحانی حُسن ہے، جس کو حُسن معاملہ کے ساتھ موسوم کر سکتے ہیں یہ وہ حُسن ہے جو اپنی قوی کشش کے ساتھ حُسن بشرہ سے بہت بڑھ کر ہے کیونکہ حُسن بُشرہ صرف ایک یا دو شخص کے فانی عشق کا موجب ہوگا جو جلد زوال پذیر ہو جائے گا۔ اور اس کی کشش نہایت کمزور ہوگی۔ لیکن وہ روحانی حُسن جس کو حُسن معاملہ سے موسوم کیا گیا ہے وہ اپنی کششوں میں ایسا سخت اور زبردست ہے کہ ایک دنیا کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔ اور زمین و آسمان کا ذرّہ ذرّہ اس کی طرف کھینچا جاتا ہے............

تجربہ اور خدا تعالیٰ کی پاک کتاب سے ثابت ہے کہ دنیا کے ہر ایک ذرّہ کو طبعًا ایسے شخص کے ساتھ ایک عشق ہوتا ہے اور اُس کی دعائیں ان تمام ذرّات کو ایسا اپنی طرف کھینچتی ہیں جیسا کہ آہن رُبا لوہے کو اپنی طرف کھینچتا ہے......... ہر ایک ذرّہ روحانی حُسن کا عاشقِ صادق ہے اور ایسا ہی ہر ایک سعید رُوح بھی۔ کیونکہ وہ حُسن تجلّی گاہ حق ہے۔ وہی حُسن تھا جس کے لئے فرمایا گیا اُسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ (البقرۃ: 35) اور اب بھی بہتیرے ابلیس ہیں جو اس حُسن کو شناخت نہیں کرتے مگر وہ حُسن بڑے بڑے کام دکھلاتا رہا ہے۔ نوحؑ میں وہی حُسن تھا جس کی پاسِ خاطر حضرت عزت جلّشانہ کو منظور ہوئی اور تمام مُنکروں کو پانی کے عذاب سے ہلاک کیا گیا۔ پھر اس کے بعد موسیٰؑ بھی وہی حُسن روحانی لے کر آیا جس نے چندروز تکلیفیں اٹھا کر آخر فرعون کا بیڑا غرق کیا۔ پھر سب کے بعد سیدالانبیاء وخیر الوریٰ مولانا وسیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ایک عظیم الشان روحانی حُسن لے کر آئے جس کی تعریف میں یہی آیت کریمہ کافی ہے دَنٰی فَتَدَلّٰی۔ فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی (النجم:9-10)۔ یعنی وہ نبی جناب الٰہی کے بہت نزدیک چلا گیا اور پھر مخلوق کی طرف جھکا اور اس طرح پر دونوں حقّوں کو جو حقّ اللہ اور حقّ العباد ہے ادا کردیا اور دونوں قسم کا حُسن روحانی ظاہر کیا''۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ۔ حصہ پنجم۔ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ:219-220)

(بشکریہ ماہنامہ خالد، ربوہ مارچ 1977ء)

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact:

Anas A.Khan, John Thompson Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Mobile: 0780-3298065 Fax: 020 8871 9398

لاس اینجلس شرقی (امریکہ) میں

جلسہ یوم خلافت کی بابرکت تقریب

(رپورٹ: انور محمود خان۔ جنرل سیکرٹری لاس اینجلس شرقی)

اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جماعت احمدیہ لاس اینجلیس (شرقی) کے زیراہتمام مورخہ 3/جون 2007ء بروز اتوار جلسہ یوم خلافت پوری شان کے ساتھ منایا گیا۔

عشاقان خلافت 11 بجے صبح مسجد بیت الحمید میں برکات خلافت کے بیان کے لئے جمع ہونے شروع ہوگئے۔ جلسہ کی صدارت مکرم ڈاکٹر حمیدالرحمٰن صاحب نائب امیر امریکہ نے فرمائی۔ اجلاس کا آغاز مکرم عاصم انصاری صاحب نے سورۃ نور کی آیت استخلاف کی تلاوت سے کیا اور ایک نواحمدی مسلمان جناب ابراہیم صاحب نے ان آیات کا انگریزی ترجمہ پیش کیا۔ صاحب صدر نے جلسہ کی غرض وغایت بیان کی اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی مایہ ناز تصنیف ''الوصیت'' کی بعض عبارتیں پیش کیں جن میں حضور نے قدرت ثانیہ کی بشارت رقم فرمائی ہے۔ مکرم ڈاکٹر صاحب نے جملہ ممبران کو نظام خلافت سے وابستہ رہنے اور ذاتی تعلق قائم کرنے کی طرف توجہ دلائی۔

آپ کے اس مختصر تعارف کے بعد مکرم ضیاء الحق صاحب نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے پاکیزہ منظوم کلام کے منتخب اشعار خوش الحانی سے پیش کئے اور ان کے مفاہیم کا خلاصہ انگریزی زبان میں پیش کیا۔

جلسہ کی پہلی تقریر مکرم جمیل محمد صاحب نے ''نبوت اور خلافت'' کے موضوع پر کی۔ آپ نے نبوت کی ضرورت اور برکات، خدا تعالیٰ کا انبیاء علیہم السلام سے خصوصی سلوک اور پھر ان برکات کا نظام خلافت تک ممتد ہو جانا قرآن وحدیث سے ثابت کیا۔

دوسرے مقرر جناب عبدالرحیم صاحب تھے جنہوں نے ''ضرورت خلافت'' کے موضوع پر تقریر کی جس میں خلافت کے قیام، اس کا تاریخی پس منظر رسول کریم ﷺ کے ارشاد کے مطابق من وعن خلافت راشدہ سے لے کر 1920ء کی تحریک خلافت تک کیا۔ اپنی تقریر میں واضح کیا کہ کس طرح خلفاء کو خدائی نصرت حاصل رہی۔ کیسے فتنے اٹھے جن کے مقابلہ میں وہ آہنی چٹان کی طرح قائم رہے۔ مقرر نے دور حاضر کے حوالہ سے مغربی دنیا کے دو متضاد تبصرے پیش کئے۔ اگر ایک طرف سربراہ مملکت جارج بش نے اپنی کوتاہ بینی کے نتیجہ میں خلافت کا القاعدہ کے حوالے سے مذاق اڑایا تو دوسری طرف کمپیوٹر کی ایک بہت بڑی کمپنی Hewlatt Packard کے سربراہ کا یہ تبصرہ پیش کیا کہ کس طرح اسلام کے سنہری دور میں خلافت کے زیر سایہ سائنسی ترقیات ہوئیں اور مسلمانوں عیسائیوں اور یہودیوں نے مل کر اس دائرہ تحقیق میں گرانقدر خدمات پیش کیں۔

حالات حاضرہ پر نظر ڈالتے ہوئے آپ نے ایک بہت بڑے ادارے 'مجلس تحریر' کی نشاندہی کی کہ کس طرح وہ منشور خلافت بنانے میں مصروف عمل ہیں۔ بدقسمتی یہ ہے کہ اگر ایک طرف وہ خلیفہ کا تاحیات تقرر کرتے ہیں تو دوسری طرف ایک کمیشن بناتے ہیں کہ اگر خلیفہ کماحقہ کام نہ کرے تو کس طرح اس کو معزول کر سکتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اس قسم کی حماقتیں نتیجہ ہیں اس نا سمجھی کا کہ انسان خلیفہ بنا سکتا ہے جبکہ یہ تو خدائی کام ہے۔ اس ضمن میں مقرر نے حضرت عثمانؓ کی مثال پیش کی کہ کیسے آپ نے رسول مقبول ﷺ کے اس ارشاد کی تعمیل کی کہ اے عثمان خدا تجھے ایک ردا عطا کرے گا لوگ اسے تجھ سے چھیننے کی کوشش کریں گے مگر تو اس سے جدا نہ ہونا۔ راشد خلفاء نے اعانت خداوندی کے طفیل کاروان اسلام کو نئی منازل تک پہنچایا۔

اس تقریر کے بعد مکرم چوہدری محمود احمد صاحب نے حضرت مصلح موعودؓ کی نظم ''بڑھتی رہے خدا کی محبت خدا کرے'' پیش کی۔

اس کے بعد ایک نوجوان فیصل راجپوت نے ''خلافت اور اطاعت خلیفہ'' کے اہم عنوان پر حاضرین سے خطاب کیا۔ اور قرآن وحدیث کی روشنی میں اطاعت امام کی اہمیت کو وضاحت سے بیان کیا۔

آخر میں مکرم شمشاد احمد صاحب ناصر امام مسجد بیت الحمید نے ''سمعنا واطعنا'' کی آیت کی تلاوت کے بعد اپنے نفس مضمون کو واضح کیا کہ ہم جلسہ یوم خلافت کیوں مناتے ہیں اور اس کی ابتداء کس طرح ہوئی۔ اس بارہ میں آپ نے حضرت مصلح موعودؓ کے خطاب برموقع سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ سے ایک اقتباس سنایا:

''خدام کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ سال میں ایک دن خلافت ڈے کے طور پر منایا کریں جس میں وہ خلافت کے قیام پر خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا کریں۔ اور اپنی پرانی تاریخ دہرایا کریں''۔

(فرمودہ 21/اکتوبر 1956ء)

اسی سال نظارت اصلاح وارشاد نے حضرت مصلح موعودؓ سے اجازت لے کر باقاعدہ 27/مئی کو خلافت ڈے منائے جانے کا اعلان الفضل میں شائع کیا اور اس طور پر 1957ء سے جماعت احمدیہ عالمگیر میں یہ دن منایا جانے لگا۔

آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کی باشندگان امریکہ کو خصوصی نصیحت کی طرف توجہ دلائی کہ قیام نماز کا خلافت سے گہرا تعلق ہے کیونکہ خلفاء کے کام میں یہ بیان کیا گیا ہے یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا کہ قیام توحید جو قیام نماز کا ماحصل ہے کا خلافت سے بڑا تعلق ہے۔ اس لئے اپنی نمازوں کی حفاظت کریں۔

اطاعت امام کے سلسلہ میں آپ نے ایک عام فہم نکتہ یہ بیان کیا کہ جب بھی خلیفہ وقت کا کوئی ارشاد سنیں تو اس کو باقاعدہ نوٹ کریں اور اپنا تجزیہ کریں کہ آپ ان نصائح پر عمل کرنے میں کس حد تک کوشاں ہیں۔ اطاعت امام کا مفہوم یہ تقاضا کرتا ہے کہ اس کی نصائح کو حرز جان بنائیں۔

اس سلسلہ میں آپ نے جماعت کے ایک جید عالم حضرت محمد احمد صاحب مظہر مرحوم کا ایک واقعہ بیان کیا کہ کس طرح ان کے والد بزرگوار نے ان کو نصیحت کی کہ وہ امام وقت سے ذاتی تعلق قائم کریں اور انہوں نے ساری زندگی اس نصیحت پر عمل کیا۔

آخر پر دعا کے ساتھ یہ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ سچ ہے ؎

اللہ کی اک نعمت عظمیٰ ہے خلافت
مومن کے لئے عروہ وثقیٰ ہے خلافت

مسجد بیت الاسلام ٹورانٹو (کینیڈا) میں
بعض جماعتی جلسوں کی روداد

(رپورٹ: محمد اکرم یوسف ۔ کینیڈا)

جلسہ یوم مسیح موعود علیہ السلام

مسجد بیت الاسلام ٹورنٹو میں جلسہ یوم مسیح موعود علیہ السلام 23 مارچ 2007ء کو بروز جمعہ نماز مغرب کے بعد منعقد ہوا ۔ جلسہ کی صدارت مکرم عبدالعزیز خلیفہ صاحب نائب امیر اوّل جماعت احمدیہ کینیڈا نے فرمائی۔ کارروائی کا آغاز آٹھ بج کر دس منٹ پر ہوا۔ جامعہ احمدیہ کینیڈا کے طالب علم عزیزم رضا احمد نے سورۃ جمعہ کی پہلی چند آیات تلاوت کیں اور پھر اُن کا اردو اور انگریزی ترجمہ پیش کیا۔ عزیزم خالد منہاس صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاکیزہ شیریں کلام سے چند اشعار خوش الحانی سے سُنائے جن کا انگریزی ترجمہ عزیزم مائیکل پیٹرسن نے پیش کیا۔ یہ دونوں عزیزان بھی جامعہ احمدیہ کینیڈا کے طالب علم ہیں۔

جلسہ کے پروگرام کا تعارف کرواتے ہوئے مکرم لال خان صاحب نائب امیر دوئم جماعت احمدیہ کینیڈا نے بتایا کہ آج کی تقریب کا تعارف قرآن کریم کی اُن آیات میں موجود ہے جو ابھی تلاوت کی گئی ہیں اِن میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کی دو بعثوں کا ذکر فرمایا ہے۔ پہلی بعثت اُمّیّین میں تھی جو آج سے چودہ سو سال قبل عرب میں واقعہ ہوئی اور دوسری بعثت کا ذکر اِن الفاظ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اِس رسول کو کچھ اَور لوگوں میں بھی مبعوث فرمائے گا جو اور زمانوں میں ہوں گے۔ یہ بعثت جو اور زمانہ میں ہونی تھی آنحضرت ﷺ کے غلام کامل حضرت مرزا غلام احمد آف قادیان مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کی صورت میں پوری ہوئی اور قرآن کریم میں بیان شدہ یہ عظیم الشان پیشگوئی آج سے ایک سو اٹھارہ سال پہلے اُس وقت پوری ہوئی جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم پر جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھی ۔ آج شام ہم جماعت احمدیہ کی بنیاد قائم ہونے کے دن کی خوشی منا رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے اُس احسان کا شکر ادا کرنے کے لئے جمع ہیں جس نے ہمیں وقت کے امام، مسیح اور مہدی کو ماننے کی توفیق بخشی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ آپ کے الہامات کی روشنی میں

اِس موضوع پر اردو میں مکرم منصور احمد ناصر صاحب نے خطاب کیا۔ آپ نے اپنی تقریر کے آغاز میں سورۃ یونس کی آیت 17 کی اُس دلیل کا ذکر کیا جو آنحضرت ﷺ نے اپنی سچائی کے حق میں پیش کی تھی اور بتایا کہ اُسی دلیل کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پوری تحدّی سے اپنے حق میں پیش کیا اور اپنے دعویٰ سے قبل کی زندگی کو خود چیلنج کے طور پر دنیا کے سامنے رکھا لیکن آج تک کوئی آپؑ کے اِس دعویٰ کو جھٹلا نہیں سکا بلکہ مولوی محمد حسین بٹالوی جیسے معاندین نے آپ کے تقویٰ اور پرہیزگاری کی تعریف کی۔ پھر امور غیبیہ سے خبر پانے کا جو ذکر قرآن کریم میں درج ہے اُس کا حوالہ دیتے ہوئے فاضل مقرر نے بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ہزارہا امور غیبی سے مطلع کیا گیا جو اپنے اپنے وقت پر پورے ہو کر آپ کی صداقت پر مہر بن گئے۔ حوالہ کے طور پر آپ نے ، زار کی حالت زار، افغانستان کے شاہی خاندان کی تباہی، الیگزانڈر ڈوئی کا انجام اور طاعون کے حملہ کا ذکر کیا۔ آخر میں آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عظیم الشان دو اقتباسات پیش کر کے اپنی تقریر ختم کی۔

ان کے بعد عزیزم انعام الرحمٰن نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے شیریں کلام سے چند اشعار سُنائے جن کا انگریزی ترجمہ عزیزم احسان خالد نے کیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ پر ایمان لانے کی اہمیت

جلسہ کا اختتامی خطاب مکرم مولانا ہادی علی چوہدری صاحب پروفیسر جامعہ احمدیہ کینیڈا کا تھا۔ آپ نے اپنے انگریزی خطاب کے آغاز میں سورۃ النساء کی آیت 137 کی تلاوت کی اور تفسیر بیان کرتے ہوئے بتایا کہ اِس آیت میں اور پھر سورۃ جمعہ کی آیات میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ پر ایمان لانے کے لئے ارشاد ہوا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے مومنین کی جماعت کو ہدایت کی ہے کہ جس طرح پہلے لوگ آنحضرت ﷺ پر ایمان لائے ہیں اُسی طرح آنے والے وقت میں ایک اور نبی پر ایمان لانا بھی ضروری ہے ۔ خود رسول اللہ ﷺ نے اسلام پر بعد میں آنے والی مشکلات اور ضلال مبین کے بارہ میں پیشگوئی فرمائی اور ساتھ ہی ایک نبی کے آنے کی بشارت بھی دی جو اُن مشکلات اور برائیوں کا خاتمہ کرے گا۔ جب ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ کو تاریخی پس منظر میں دیکھتے ہیں تو ہمیں بعینہٖ وہی زمانہ نظر آتا ہے جس کی آنحضرت ﷺ نے پیشگوئی فرمائی تھی۔ یہ وہ زمانہ تھا جب عیسائیت نے ساری دنیا میں ایک طوفان برپا کیا ہوا تھا۔ حتی کے مسلمانوں کے چوٹی کے علماء بھی عیسائیت کی آغوش میں جا چکے تھے۔ خود مسلمانوں کا یہ حال تھا کہ شرمناک قسم کے عقائد مقبول عام ہو رہے تھے۔ ایسے وقت میں اسلام کی غیرت کا تقاضا تھا کہ آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے عین مطابق ایک مصلح اور مہدی اور نبی مبعوث ہوتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آتے ہی تمام عقائد باطلہ کو جڑ سے اُکھاڑ دیا۔ آخر میں آپ نے وہ تمام قرآنی حوالے پیش کئے جن میں اللہ تعالیٰ رہنمائی فرما رہا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لانا تکمیل دین کے لئے کس قدر اہم اور ناگزیر ہے ۔ 9 بج کر 45 منٹ پر مکرم عبدالعزیز خلیفہ صاحب صدر مجلس کی اجتماعی دعا کے بعد یہ تقریب اختتام کو پہنچی۔

جلسہ سیرۃ النبی ﷺ

مسجد بیت الاسلام ٹورانٹو میں 31 مارچ 2007ء بروز ہفتہ بعد نماز عصر جلسہ سیرۃ النبی ﷺ منعقد کیا گیا۔ مکرم عبدالعزیز خلیفہ صاحب نائب امیر اوّل جماعت احمدیہ کینیڈا کی زیر صدارت جلسہ کی کارروائی تلاوت کلام پاک سے شروع ہوئی جس میں مکرم شیخ عبدالہادی صاحب نیشنل سیکرٹری تعلیم القران نے سورۃ الفتح کی آیات 29-30 کی پُرسوز تلاوت کے بعد اردو اور انگریزی ترجمہ پیش کیا۔

مکرم ملک لال خان صاحب نائب امیر دوئم جماعت احمدیہ کینیڈا نے پروگرام کی تفصیلات بیان کیں اور اِس مبارک تقریب کے دوران خصوصیت سے آنحضرت ﷺ پر درود بھیجنے کی یاددہانی کروائی۔ آپ نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ کا قرآن کریم میں یہ ارشاد ہے کہ اللہ اور اُس کے فرشتے آنحضرت ﷺ پر درود بھیجتے ہیں ۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو تم بھی اس پر درود اور خوب خوب سلام بھیجو۔

یہ آنحضرت ﷺ سے شکرگزاری کا ایک طریق ہے۔ آپ کے اِس مختصر تعارف کے بعد عزیزم فرحان قریشی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عربی قصیدہ فی مدح محمد مصطفیٰ خاتم النبین ﷺ سے چند اشعار سُنائے جن کا انگریزی ترجمہ عزیزم عامر ناصر صاحب نے پیش کیا۔

رَحْمَۃٌ لِّلْعَالَمِیْن ﷺ ہمارے لئے بے مثال نمونہ

ڈاکٹر محمد اسلم داؤد صاحب جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ کینیڈا نے ’’رحمۃ للعالمین ؐ۔ ہمارے لئے بے مثال نمونہ‘‘ کے موضوع پر انگریزی میں خطاب کیا۔ سورۃ الاحزاب کی آیات 22 اور 46۔48 کے حوالہ سے آپ نے کہا کہ ہم آج یہاں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے اپنی محبت کا اظہار کرنے کے لئے جمع ہوئے ہیں اور اُس کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ پر کامل ایمان لائیں اُن کی تعلیمات پر ایمان لائیں اور اُسوہ حسنہ کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالیں ۔ آپ نے اوصاف کریمانہ کے چند پہلوؤں کا ذکر کیا اور کہا کہ جس معاشرے میں ہم اور ہمارے بچے پرورش پا رہے ہیں اُس میں نجات کا راستہ صرف یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے پاک اور مطہر نمونہ کو اپنائیں۔ ڈاکٹر صاحب موصوف نے احادیث کی مدد سے رسول کریم ﷺ کے چند اوصاف کریمانہ کا ذکر کیا اور بتایا کہ آج کے تمام مسائل خواہ وہ ازدواجی ہوں، تربیت اولاد کے ہوں، لین دین کے ہوں، معاشرے میں عدل و انصاف کے ہوں، جنگ یا عالمی امن کے ہوں، تمام کا حل رحمت للعالمین کی ذات پاک ﷺ میں مل سکتا ہے۔

آپ کی تقریر کے بعد ناصرات نے ایک نعت پیش کی۔ ؎

بدر گاہِ ذی شانِ خیرالانام
شفیعِ الوریٰ مرجعِ خاص و عام

نعت کا انگریزی ترجمہ عزیزم عمیر احمد نے پیش کیا۔

جماعت احمدیہ کا نعت گوئی کا اسلوب

اِس علمی اور ادبی موضوع پر پروفیسر ڈاکٹر پرویز پروازی صاحب نے بڑی وضاحت کے ساتھ روشنی ڈالی۔ آپ نے فرمایا کہ دنیا کی تاریخ کا یہ عجیب واقعہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی پیدائش سے لے کر آج تک آپؐ کی مدح میں لوگ نظم و نثر میں باتیں کرتے آئے ہیں، نظم میں جو خراج تحسین پیش کیا جاتا ہے اُس کے لئے نعت کا لفظ مخصوص ہے۔ جب بھی نعت کا لفظ استعمال میں آتا ہے تو سمجھ لیا جاتا ہے کہ یہ ہمارے پیارے آقا محمد ﷺ کی مدحت میں کہا جا رہا ہے۔ لیکن بعض شعراء نے آنحضرت ﷺ کی تعریف میں اتنے مبالغہ سے کام لیا کہ نعت پڑھتے وقت یہ اندازہ لگانا مشکل ہو جاتا ہے کہ اشعار اللہ تعالیٰ کی حمد میں بیان کئے جا رہے ہیں یا آنحضرت ﷺ کی تعریف بیان کی جا رہی ہے۔ آپ نے حضرت جنید بغدادی کی ایک روایت پیش کی جس میں لکھا ہے کہ ؎

با خدا دیوانہ باشی ۔ با محمدؐ ہوشیار

نعت کا یہ اسلوب ہمارے ہاں چلا آ رہا تھا کہ ہم لوگ عبارت آرائی اور لفظوں کے کھیل میں مبالغہ سے بلکہ بے انتہا مبالغہ سے کام لیتے رہے۔ آپ نے نظم و نثر کے نمونہ تحریر کا موازنہ پیش کرتے ہوئے واضح کیا کہ جماعت احمدیہ کے علم کلام میں اور دوسروں کے علم کلام میں کیا فرق ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود نعت گوئی کی ایسی اعلیٰ روایت قائم فرمائی کہ آج بھی لوگ پڑھتے ہیں اور سر دُھنتے ہیں، لیکن اگر شاعر کا نام پتہ چل جائے تو اُن کا رنگ بدل جاتا ہے۔ آپ نے کہا ہمارے ہاں اچھے شعروں کی تقلید کی جاتی ہے محض لفظوں کے پیچھے نہیں جاتے۔ آخر میں آپ نے حضرت علامہ حافظ سید مختار احمد شاہجہانپوری رضی اللہ عنہ کا یہ شعر سُنایا ؎

حدّ شرک سے باہر رہئے پھر جو جی میں آئے کہئے
سب شایانِ شانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

اور اس بحث کو یوں ختم کیا کہ ہمارے ہاں نعت گوئی کا جو اسلوب ہے اُس میں آنحضرت ﷺ کی قوت قدسیہ کا زیادہ بیان ہے۔

آپ کی علمی اور ادبی تقریر کے بعد مکرم مرزا قدیر احمد صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی انتہائی خوبصورت نعت سُنائی۔ ؎

وہ پیشوا ہمارا جس ہے نور سارا
نام اُس کا ہے محمدؐ دلبر میرا یہی ہے

اختتامی تقریب

مولانا مبارک احمد نذیر صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ کینیڈا نے اپنی اختتامی تقریر میں آنحضرت سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے والہانہ عشق کا تذکرہ کیا اور بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے پیارے آقا ﷺ کیلئے کتنی غیرت رکھتے تھے اور کسی حالت میں یہ برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں تھے کہ کوئی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی شان میں ایک لفظ بھی کہے، یہاں تک کہ اپنے سب سے پیارے صحابی حضرت مولوی نورالدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اپنے فرزند حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس بات پر خفگی کا اظہار فرمایا کہ آپ اُس مجلس سے اُٹھ کر کیوں نہیں چلے آئے جہاں میرے آقا محمد مصطفیٰ ﷺ کی شان میں گستاخی کی گئی۔ دعویٰ سے پہلے کی بات ہے آپؑ اپنی چچی کے ہاں کھانا کھانے جایا کرتے تھے۔ ایک دن کھانے کے دوران چچی کے مُنہ سے کوئی ایسی بات نکل گئی جو آنحضرت ﷺ کی شان میں گستاخی کے

مترادف تھی۔ حضورؑ اُسی وقت اُٹھ کھڑے ہوئے کھانا چھوڑ دیا اور پھر کبھی وہاں نہیں گئے۔ آپ نے قرآن کریم کی ان چند آیات کا ذکر کیا جن میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے آقا محمد مصطفیٰ ﷺ کے اوصاف کریمانہ بیان فرمائے گئے ہیں۔

آپ کی تقریر کے بعد صدر مجلس محترم عبدالعزیز خلیفہ صاحب نے اجتماعی دعا کروائی اور اس کے ساتھ یہ بابرکت تقریب ختم ہوئی۔

یوم خلافت کے اجتماع

یوں تو خدا تعالیٰ کے فضل سے کینیڈا کی تمام جماعتوں اور ذیلی تنظیموں نے ماہ اپریل میں یوم خلافت کی نسبت سے مختلف انواع کے پروگرام ترتیب دے رکھے تھے، جن میں کھیلوں کے مقابلے، کوئز پروگرام اور تقریری مقابلے شامل تھے۔ لیکن 27/مئی 2007ء کو تمام ریجنل جماعتوں نے اپنے اپنے مراکز میں یوم خلافت کے اجتماع منعقد کئے، جن میں خلافت کی اہمیت وبرکات کے علاوہ جماعت احمدیہ کے سوسالہ دور خلافت کے تذکرے ہوئے۔ سب سے بڑا اجتماع ٹورانٹو کی مرکزی مسجد بیت الاسلام میں بعد نماز ظہر محترم مولانا نسیم مہدی صاحب امیر و مشنری انچارج جماعت احمدیہ کینیڈا کی صدارت میں ہوا۔ اِس پُرمسرت موقع پر مسجد کو رنگ برنگی جھنڈیوں اور بینرز سے سجایا گیا تھا۔ جب کہ امت مسلمہ میں دنیا بھر کے کروڑوں مسلمان اس نعمت عظمیٰ سے محروم ہیں اور دنیا بھر میں صرف جماعت احمدیہ ہی ہے جس کو خلافت کی نعمت، سیادت اور قیادت نصیب ہے اور یہ انتہائی خوشی اور مسرت کا مقام ہے۔

تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد اطفال الاحمدیہ پیس ویلج کے عزیزم گوہر ظہور نے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی درویشانہ زندگی کا ذکر کیا۔ جس کے بعد اطفال کے ایک گروپ نے ترانہ پُرجوش انداز میں گایا۔ ؎ دین احمد کا جو آج سالار ہے

جامعہ احمدیہ کینیڈا کے طالب علم عزیزم فرحان اقبال نے برکات خلافت کے موضوع پر انگریزی میں تقریر کی۔ جس کے بعد صدر مجلس انصاراللہ کینیڈا اکرم ملک کلیم احمد صاحب نے سوال وجواب کا ایک دلچسپ مقابلہ کروایا۔ خلافت احمدیت سے متلق سوالات پہلے اطفال سے کئے جاتے اور اگر بچے جواب نہ دے پاتے تو وہی سوال خدام اور پھر انصار سے کیا جاتا۔ صحیح جواب دینے والے کو مکرم ملک لال خان صاحب، نائب امیر دوم چاکلیٹ بطور انعام دیتے۔ یہ مقابلہ نصف گھنٹہ تک جاری رہا۔ کوئز میں اطفال کا جوش وخروش قابل تحسین تھا اور بہت ہی کم سوال خدام اور انصار بھائیوں تک پہنچ پائے۔

قائم شدہ
1952
خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز ربوہ
ریلوے روڈ
6214750
6214760
اقصیٰ روڈ
6212515
6215455
پروپرائٹر۔ میاں حنیف احمد کامران
Mobile: 0300-7703500

اس کے بعد مکرم ناصر احمد وینس صاحب نے مرحوم مکرم قیس مینائی نجیب آبادی صاحب کا کلام دلپذیر انداز میں پڑھ کر سُنایا۔ ؎

خلافت بھی ہے آئینہ زباں بھی محو حیرت ہے

جلسہ یوم خلافت کی پہلی تقریر محترم ملک لال خان صاحب نائب امیر دوم کی تھی۔ آپ نے اپنی تقریر کے پہلے حصہ میں خلافت کی اطاعت اور وابستگی پر روشنی ڈالی اور دوسرے حصہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صد سالہ خلافتِ احمدیہ کی روحانی تیاری کے لئے دُعاؤں کی تحریک کی طرف احباب وخواتین کی توجہ مبذول کروائی۔

آپ کی تقریر کے بعد حاضرین کو ایک ویڈیو دکھائی گئی جس میں تین خلفائے احمدیت کے کینیڈا میں ورود مسعود کے بابرکت دورہ کی چند جھلکیاں، ربوہ اور قادیان دارالامان کی بستیوں کے دِلرُبا مناظر اور دُنیا بھر میں احمدیہ مساجد کے نظارے دکھائے گئے۔

اِس ایمان افروز پروگرام کے پس منظر میں ناصرات الاحمدیہ نے حضرت صاحبزادی امۃ القدوس صاحبہ کی نظم گائی۔ ؎ نہ مایوس ہو نہ گھٹن ہو طاری

محترم مولانا نسیم مہدی صاحب امیر و مشنری انچارج جماعت احمدیہ کینیڈا نے اپنے اختتامی خطاب کا موضوع حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس فارسی شعر کو بنایا۔ ؎

چہ خوش بودے اگر ہر یک زاُمّت نورِدیں بُودے
ہمی بُودے اگر ہر دل پُر از نورِ یقیں بودے

آپ نے کہا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اِس شعر میں نہ صرف حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کی تعریف بیان فرما رہے ہیں بلکہ وہ چاہتے ہیں کہ جماعت کا ہر فرد اُن کی طرح بن جائے۔ محترم امیر صاحب نے فرمایا کہ مَیں سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارے لئے ایک بہت بڑا چیلنج ہے۔ ہم سب حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کی زندگی کے حالات مختلف کتب میں پڑھتے اور اُن سے لُطف اندوز ہوتے ہیں۔ اُن کے توکل علی اللہ، اُن کی اطاعت کے معیار، اُن کا اللہ تعالیٰ اور اُس کے بھیجے ہوئے رسولوں اور قرآن کریم سے عشق، اُن کی جوانمردی اور اُن کی عاجزی کے تذکرے پڑھتے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواہش یہ ہے کہ ہم میں سے ہر ایک نوردیں بن جائے۔ آپ نے اُن کی زندگی کے چند ایمان افروز واقعات پیش کئے اور کہا کہ ہماری کوشش یہ ہونی چاہئے کہ ہم اپنی زندگیوں کو اُسی نہج پر ڈالیں کہ ہم میں سے ہر ایک نوردیں بن جائے۔

محترم امیر صاحب کی اجتماعی دُعا کے یہ بابرکت تقریب دتقریباً ساڑھے چار بجے اختتام کو پہنچی۔

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا
سالانہ چندہ خریداری
برطانیہ: تیس (30) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: پینتالیس (45) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: پینسٹھ (65) پاؤنڈز سٹرلنگ
(مینیجر)

مجلس خدام الاحمدیہ سیرالیون کے سالانہ اجتماعات کی بابرکت تقریبات

(رپورٹ مرتبہ : رضوان احمد افضل ۔ مبلغ سیرالیون)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجلس خدام الاحمدیہ سیرالیون کو مختلف جگہوں پر سالانہ اجتماعات منعقد کرنے کی توفیق عطا ہوئی۔ دو اجتماعات کی مختصر رپورٹ قارئین کی نذر ہے۔

اجتماع خدام الاحمدیہ دارو ریجن

ذیلی تنظیموں کو فعّال بنانے کے لئے محترم امیر صاحب سیرالیون کی ہدایت پر ملک میں اجتماعات کا آغاز ہو چکا ہے لہذا اس سلسلہ کو جاری رکھتے ہوئے مورخہ 20-21 فروری 2007ء خدام الاحمدیہ دارو ریجن کا دوروزہ سالانہ اجتماع منعقد ہوا۔

مؤرخہ 20/فروری کو اجتماع کا باقاعدہ آغاز باجماعت نماز تہجد سے ہوا جس میں تمام خدام، اطفال اور احباب جماعت شامل ہوئے۔

اجتماع میں تربیتی تقاریر کے علاوہ علمی اور ورزشی مقابلہ جات کا بھی اہتمام کیا گیا اور خدام واطفال کو ان کی ذمہ داریوں سے آگاہ کیا گیا تمام شاملین نے تقاریر بڑی توجہ سے سنیں۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے اس اجتماع میں 210 خدام واطفال 30 انصار 600 مہمان جن میں اکثریت اسکول کے طلباء واساتذہ اور علاقے کے بڑے لوگوں کی تھی، شامل ہوئے

اجتماع کی خصوصیت اور نیک اثر

خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ اجتماع اس لحاظ سے نہایت بابرکت رہا کہ اس میں شامل ہونے والے غیر از جماعت اساتذہ اور طلبہ میں سے 4 اساتذہ اور 10 طلبہ بیعت کر کے احمدیت یعنی حقیقی اسلام میں داخل ہو گئے۔ الحمدللہ

دارو ریجن کے مبلغ محترم منیر احمد شمس صاحب نے اس اجتماع کو کامیاب بنانے میں بہت محنت سے پروگرام ترتیب دئے۔

اجتماع کے دوسرے روز اختتام سے قبل اول دوم اور سوم آنے والے خدام و اطفال میں انعامات تقسیم کئے گئے اس طرح یہ اجتماع 21 فروری کو نہایت کامیابی کے ساتھ اپنے اختتام کو پہنچا۔

اجتماع خدام الاحمدیہ روکوپور ریجن

روکوپور ریجن میں 23 اور 24 مارچ 2007ء کو خدام الاحمدیہ کا دوروزہ سالانہ اجتماع منعقد ہوا۔

اس اجتماع کی تیاری ایک ماہ قبل شروع کی گئی۔ ریجن کی تمام مجالس کو اس بارے میں اطلاع دی گئی۔

اس اجتماع میں مکرم خوشی محمد شاکر صاحب مبلغ سلسلہ لنگی ریجن نے مکرم امیر صاحب سیرالیون کی نمائندگی میں شرکت کی۔

نماز جمعہ کے بعد خدام و اطفال نے روکوپور ٹاؤن میں مارچ پاسٹ کیا۔ اس دوران انہوں نے جماعت کے فاؤنڈیشن ڈے کے حوالے سے بینرز بھی اٹھا رکھے تھے۔ پروگرام کا آغاز 23 مارچ کی صبح نماز تہجد سے ہوا۔

مکرم خوشی محمد شاکر صاحب نے جماعت کے مقابل پر مخالفین کے انجام کے بارے میں تفصیلی خطاب کیا۔ قائد خدام الاحمدیہ نے خدام الاحمدیہ کی ذمہ داریوں کے حوالے سے روشنی ڈالی۔ اس اجتماع میں علمی اور ورزشی مقابلہ جات کا بھی انعقاد ہوا جس میں خدام و اطفال نے بھرپور حصہ لیا۔ اعزاز پانے والے خدام واطفال کو انعامات دیئے گئے۔

اس اجتماع میں کل حاضری 421 رہی۔ اجتماع کے اختتام پر 70 افراد نے بیعت کر کے جماعت میں شمولیت اختیار کی۔ جن میں 3 ٹیچرز مع فیملی اور 15 سٹوڈنٹس شامل ہیں۔

قارئین سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس اجتماع میں شامل ہونے والوں کو دائمی برکات سے نوازے اور ان مساعی کے نیک ثمرات عطا فرمائے۔

اعلان نکاح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 18/مارچ 2007ء کو بعد از نماز عصر مکرمہ انعم نعیم صاحبہ (بنت مکرم نعیم احمد صاحب و محترمہ طاہرہ نعیم صاحبہ آف دارالبرکات ربوہ) کے نکاح ہمراہ مکرم عطاء المنعم صاحب راشد (ابن مکرم عطاء المجیب صاحب راشد مبلغ انچارج یوکے و مکرمہ قانتہ راشدہ صاحبہ) کا اعلان دس ہزار پاؤنڈ حق مہر پر مسجد فضل لندن میں فرمایا۔ اس موقع پر حضور انور نے خطبہ نکاح میں دلہن کے دادا مکرم چوہدری نذیر احمد صاحب سابق نائب ناظر زراعت کی خدمات کا تذکرہ فرمایا نیز دولہا کے دادا خالدِ احمدیت حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری رحمہ اللہ کا بھی تفصیلی ذکر خیر فرمایا اور اپنی مشفقانہ دعاؤں سے نوازا۔ اور آخر میں لمبی دعا کروائی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل وکرم سے اس رشتہ کو جانبین کے لئے ہر لحاظ سے بہت بابرکت بنائے۔

مجلس خدام الاحمدیہ لائبیریا کے

پانچویں سالانہ اجتماع کا کامیاب و بابرکت انعقاد

بومی، کیپ ماؤنٹ اور مونسوراڈو کاؤنٹیز سے وفود کی شرکت

(رپورٹ: جاوید اقبال ۔ مبلغ سلسلہ لائبیریا)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجلس خدام الاحمدیہ لائبیریا کو مورخہ 30 اور 31 مارچ بروز جمعہ اور ہفتہ اپنا پانچواں سالانہ اجتماع منعقد کرنے کی توفیق نصیب ہوئی۔ اس اجتماع کے لئے کیپ ماؤنٹ کاؤنٹی کے Gohn Town کا انتخاب کیا گیا جو کہ منرو ویا سے سیرالیون کے بارڈر پر جانے والی سڑک پر Tiani کے جنکشن سے آٹھ کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے ۔ اور یہاں پر مجلس خدام الاحمدیہ لائبیریا کو گزشتہ سال ایک خوبصورت مسجد بنانے کی توفیق بھی نصیب ہوئی۔

مورخہ 30/مارچ بروز جمعۃ المبارک صبح مکرم احسان احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ منرو ویا سے ایک وفد کے ہمراہ روانہ ہوئے اور راستہ میں بومی کاؤنٹی کے مختلف مقامات پر منتظر خدام کو ساتھ لے کر Gohn Town پہنچے تو مقامی خدام کے علاوہ تمام اہل قریہ نے ان کا استقبال کیا۔

پہلا دن جمعۃ المبارک

اجتماع کی کارروائی کا آغاز نماز جمعہ کے بعد تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ جس کے بعد مکرم صدر صاحب نے خدام سے ان کا عہد دوہرایا اور خدام سے خطاب میں ان کی ذمہ داریوں سے آگاہ کرتے ہوئے سچے اور سُچے خادم بننے کی تلقین کی۔

صدر صاحب کے خطاب کے بعد خلافت کی اہمیت پر تقریر ہوئی جس کے بعد مکرم حاجی اسماعیل صاحب لوکل مشنری نے خدام الاحمدیہ کی اہمیت اور ذمہ داریوں سے خدام کو تفصیل سے آگاہ کیا۔ نماز عصر کے بعد پہلا سیشن اختتام پذیر ہوا۔

خدام الاحمدیہ کے اجتماع میں خدام کی روحانی تربیت کے ساتھ ساتھ جسمانی صحت و تربیت کا بھی خیال رکھا گیا تھا جس کے لئے کھیلوں کا بھی انتظام تھا۔ لہذا نماز عصر کے بعد بومی کاؤنٹی اور کیپ ماؤنٹ کاؤنٹی کے خدام کے درمیان فٹبال کا میچ ہوا۔ دونوں ٹیموں نے بہت اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کیا اور بغیر کسی ہار جیت کے میچ ختم ہوا۔

دوسرا سیشن

اجتماع کے پہلے دن کے دوسرے سیشن کا آغاز نماز مغرب وعشاء کے بعد تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ دوسرے سیشن میں خدام نے ایم ٹی اے کی برکت سے اپنے پیارے آقا کا دیدار کیا اور حضور انور کے نصیحت آموز اور پر معارف خطبہ جمعہ سے مستفید ہوئے۔ خطبہ جمعہ کے بعد ایم ٹی اے کے دوسرے پروگرام بھی دیکھے۔

دوسرا دن بروز ہفتہ

اجتماع کے دوسرے دن کا آغاز حسب روایت نماز تہجد باجماعت سے ہوا جس کے بعد درس قرآن کریم اور حدیث ہوا اور نماز فجر کے بعد درس ملفوظات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام ہوا۔ نماز فجر کے بعد کھیلوں کے مقابلہ جات ہوئے جس میں رسہ کشی کے علاوہ دیگر انڈور گیمز شامل تھیں۔

دوسرے دن کی باقاعدہ کارروائی کا آغاز ساڑھے دس بجے تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ جس کے بعد صدر صاحب نے خدام سے ان کا عہد دوہرایا۔ عہد دہرانے کے بعد وصیت اور اس کی اہمیت اور جماعت کا نظام وصیت کے عناوین پر تقریر ہوئی جس میں ارشادات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی روشنی میں خدام کو نظام وصیت میں شامل ہونے کی طرف توجہ دلائی گئی۔ اس کے بعد مکرم صدر صاحب نے خدام سے اختتامی خطاب کیا۔ اس خطاب میں سیرت حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے سنہرے واقعات پیش کئے۔ اپنے خطاب کے اختتام پر صدر صاحب نے جیتنے والے خدام میں انعامات تقسیم کئے۔ اور اختتامی دعا کروائی۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ مجلس خدام الاحمدیہ لائبیریا کو احسن رنگ میں خدام کی تربیت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

صحت نامہ

ادرک ۔ معدے کا دوست

ایک رپورٹ کے مطابق تازہ ادرک کے استعمال سے پیٹ کا نظام ہضم درست رہتا ہے۔ اس کے علاوہ متلی کی شکایت کے لئے بھی یہ بہت مفید ہے۔ ادرک کے شفائی اثرات کا اندازہ اس بات سے بھی ہوتا ہے کہ مغربی ممالک میں اس کے کیپسول بکثرت فروخت ہو رہے ہیں۔ قدیم طب کے معالجین نے اسے موٹاپا کم کرنے کے لئے بھی بہت موزوں قرار دیا ہے۔ اس ضمن میں آسٹریلیا میں چوہوں پر ہونے والی تحقیق سے واضح ہوا ہے کہ ادرک کے استعمال سے ان کے جسم کے ریشوں یا بافتوں میں توانائی کا اخراج بڑھ گیا۔ اس سے یہ اندازہ کرنا مشکل نہیں کہ ادرک سے جسم سے میٹابولزم کے اخراج کی رفتار میں اضافہ ہو جاتا ہے اس سے زائد چربی زائل ہو کر وزن کم ہو جاتا ہے۔ ادرک کے کیمیائی تجزیہ کے مطابق اس میں فراری تیل کے علاوہ تیز تلخ رال، گوند، نشاستہ، ریشہ، اسٹک ایسڈ، پوٹاش اور گندھک وغیرہ ہوتے ہیں۔ معروف قدیم یونانی طبیب جالینوس، ابن سینا اور پوموس کہتے ہیں کہ وہ فالج اور گنٹھیا (جوڑوں کے درد) کے مریضوں کا علاج ادرک سے کرتے تھے۔ ادرک پر ہونے والی حالیہ ریسرچ نے بھی اسے معدے کی خرابی، گیس، تبخیر، جی متلانا اور انتڑیوں کی سختی میں بے حد مفید قرار دیا ہے۔ ایک تحقیق میں یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ یہ یرقان کے لئے بھی مفید ہے۔

ادرک میں غذا کے مضر اثرات کو ختم کرنے کی بھرپور صلاحیت ہوتی ہے۔ ثقیل غذاؤں مثلاً دال یا گوبھی وغیرہ کے ساتھ اسے شامل کرنے سے یہ غذائیں آسانی سے ہضم ہو جاتی ہیں اور ان کا بادی پن بھی دور ہو جاتا ہے۔ ادرک کو چھیل کر چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر کے کھانے سے بھوک کھل کر لگتی ہے۔

معدے کے ساتھ ساتھ جوڑوں، پٹھوں اور اعصابی درد میں بھی ادرک کو بے حد مفید قرار دیا جاتا ہے۔ جاپان کے معروف ڈاکٹر کوجی پرموڈا نے جوٹوکیو میں پریکٹس کرتے ہیں اس کے لئے خاص فارمولا بتایا ہے جو کچھ اس طرح سے ہے کہ ادرک کے تقریباً ڈیڑھ انچ کے مناسب ٹکڑے چھلکے اتار کر ململ کی ایک تھیلی میں ڈال دیں اور ابلنے کے لئے ایک گیلن پانی میں رکھ دیں۔ تھیلی کو زیادہ سختی سے بند نہ کریں بلکہ اتنا ڈھیلا رکھیں کہ اس میں موجود ٹکڑے پانی ابلنے پر تھیلی کے اندر حرکت کر سکیں۔ پھر سات منٹ تک برتن کو سختی سے بند کر دیں تا کہ بھاپ بالکل نہ نکل سکے۔ اس کے بعد لکڑی کی ڈوئی سے ململ کی تھیلی یا پوٹلی کو پانی میں دبائیں یہاں تک کہ ادرک سے نکلنے والا رس پانی میں اچھی طرح حل ہو جائے اور تھیلی میں جو ادرک رہ جائے گی اسکو شریانوں میں خون جمنے یا گاڑھا ہونے سے روکنے والی بہترین قدرتی دوا سمجھا جاتا ہے۔ ماہرین کا خیال ہے کہ خون کی شریانوں میں Clot کو جمنے سے روکنے کے لئے ادرک کا استعمال مفید رہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دل کے امراض میں بھی ادرک مؤثر ثابت ہوا ہے۔ پھیپھڑوں میں جانے والی ہوا کی نالیوں میں تنگی، دمہ، کالی کھانسی اور تپدق میں بھی ادرک کا استعمال انتہائی مؤثر ثابت ہوا ہے۔ ادرک میں جراثیم کش اجزاء کی بھی وافر مقدار پائی جاتی ہے۔ یہ اجزاء مختلف امراض کے خلاف قوت مدافعت میں اضافہ کرتے ہیں۔

(بشکریہ ہفت روزہ بدر قادیان ۔ 26/اپریل 2007ء)

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

قابل تقلید

مکرم عبدالخالق نیر صاحب مبلغ انچارج نائیجیریا لکھتے ہیں کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی کتاب ''اُسوہ رسول اور خاکوں کی حقیقت'' (انگریزی) نائیجریا میں رقیم پریس میں پہلی مرتبہ ایک ہزار کی تعداد میں شائع کرنے کی توفیق ملی ہے۔۔ احباب جماعت تو یہ کتاب خرید ہی رہے ہیں، غیر از جماعت دوستوں میں بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے مقبول ہو رہی ہے۔

ایک غیر از جماعت دوست ڈاکٹر مشہود جاٹو صاحب جو الورین ٹیچنگ ہسپتال میں آنکھوں کے ماہر ڈاکٹر ہیں انہوں نے بتایا کہ انہیں یہ کتاب ملی۔ انہوں نے اسے پڑھنا شروع کیا اور مکمل پڑھ کر اٹھے۔ انہوں نے فون پر بتایا کہ:

''مَیں نے ساری کتاب پڑھ لی ہے۔ پانچوں خطبات دل پر اثر کرنے والے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ایسی کتاب مَیں نے پہلے نہیں پڑھی۔ ہر مسلمان کو یہ کتاب پڑھنی چاہئے۔ اور ہر غیر مسلم تک یہ کتاب پہنچانی چاہئے۔ مَیں کوشش کروں گا کہ یہ کتاب الورین کے مقامی اخبار "The Heralds" میں ہفتہ وار قسط میں شائع ہو تا کہ مسلمانوں کو بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بہترین نمونہ کا علم ہو۔

مکرم ڈاکٹر مشہود جاٹو صاحب نے یہ کتاب اور بھی کئی معزز پڑھے لکھے غیر از جماعت مسلمانوں کو دی ہے جن میں شریعت کورٹ کے بڑے قاضی جسٹس عبدالمطلب حنبلی بھی شامل ہیں۔ انشاء اللہ یہ کتاب بہت سے لوگوں کو احمدیت کے قریب لانے اور احمدیت کے نور سے منور کرنے میں ممد ثابت ہوگی۔

احباب جماعت سے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ جماعت نائیجیریا کی مساعی میں بہت برکت دے اور لوگوں کے دل قبول احمدیت کے لئے کھول دے۔

خریداران الفضل انٹرنیشنل سے گزارش

کیا آپ نے الفضل انٹرنیشنل کا سالانہ چندہ خریداری ادا کر دیا ہے؟ اگر نہیں تو براہ کرم اپنی مقامی جماعت میں ادائیگی فرما کر رسید حاصل کر لیں اور اپنے ملک کے مرکزی شعبہ اشاعت کو مطلع فرمائیں۔ رسید کٹواتے وقت اپنے FC نمبر کا حوالہ ضرور درج کروائیں۔
شکریہ

(مینجر)

First Minute Reiseburo

خوشخبری۔ پاکستان، انڈیا، انگلینڈ، USA، کینیڈا اور جماعتی فنکشن پر جانے والوں کے لئے خصوصی رعایت۔
دنیا بھر میں کہیں بھی بذریعہ ہوائی جہاز یا بحری جہاز سفر کرنے کے لئے جرمنی بھر میں اب آپ گھر بیٹھے چند لمحوں میں ٹیلی فون، SMS اور ای میل کے ذریعہ OK ٹکٹ حاصل کریں۔ مزید معلومات کے لئے ہم سے رابطہ کریں۔

Liaqat Ali Shamsi & Afzal	Tel: 0611-4504569 Fax: 0611-4504573 Mob: 0170-6565946 E-mail: jmafzal@gmail.com Web: www.f-tur.de Address: First Minute Reiseburo, Rheinstr.17, 65185 Wiesbaden (Germany)

اللہ تعالیٰ اس امت کے لئے ہر صدی کے سر پر ایسے لوگ کھڑا کرتا رہے گا جو اس کے دین کی تجدید کرتے رہیں گے (حدیث نبویؐ)

معروف مجددین امت محمدیہ۔ تعارف اور خدمات

پہلی صدی نبوت اور خلافت کی صدی ہے۔ بعد کی ہر صدی میں سے ایک بزرگ کا انتخاب کیا گیا ہے۔ 12 صدیوں کے 12 ستارے

(عبدالسمیع خان)

صدی	نام ونسب	زمانہ سن ہجری	علاقہ	تصانیف	مقام واہم خدمات
دوسری	حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ آپ کی والدہ ام عاصم حضرت عمرؓ کی پوتی تھیں۔	61 تا 101ھ زمانہ حکومت 99 تا 101ھ	حمص (شام) حکومت دمشق	تدوین حدیث کے لئے خصوصی کوشش کی اور ذخیرہ روایات قلمبند کرنے کے لئے حکومتی سطح پر کارروائی کی۔ اور اس مقصد کے لئے علماء کے وظائف مقرر کئے۔	واحد مجدد جو اسلامی حکومت کے سربراہ بھی تھے۔ بعض کے نزدیک خلیفہ راشد بھی ہیں۔ بدرسومات کو ختم کیا۔ ہندوستان کے سات راجاؤں کو اسلام کی دعوت دی۔
تیسری	حضرت امام شافعیؒ ابوعبداللہ محمد بن ادریس	150 تا 204ھ	پیدائش: غزّہ (فلسطین) وفات: فسطاط (مصر)	71 کتب ہیں۔ کتاب الام۔ احکام القرآن۔ اختلاف السنن۔ کتاب المبسوط۔ صفة الامر و النہی۔ سیر الاوزاعی۔ ابطال الاستحسان	فقہ اسلامی کے مشہور امام۔ امام احمد بن حنبل آپ کو حدیث مجددین کا مصداق قرار دیتے ہیں۔ خواب میں رسول اللہ نے احیائے دین کی خدمت کی بشارت دی۔ علم اصول فقہ کی بنیاد ڈالی۔
چوتھی	حضرت ابوالحسن اشعریؒ علی بن اسماعیل آپ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کی نسل سے ہیں	202 تا 324ھ	پیدائش: بصرہ وفات: بغداد	100 کے قریب کتب۔ مقالات الاسلامیین۔ الفصول۔ کتاب الاجتہاد	امام المتکلمین، اور ناصر سنت، لقب ہے۔ معتزلہ کے خلاف قلمی سرگرمیاں۔
پانچویں	حضرت ابوبکر باقلانیؒ محمد بن طیب بن جعفر	338 تا 403ھ	پیدائش: بصرہ وفات: بغداد	55 کتب ہیں۔ اعجاز القرآن۔ کتاب الاصول۔ کتاب الانصاف۔ کشف الاسرار۔ دقائق الکلام۔ کتاب الامامہ۔ کتاب البیان	ابوالحسن اشعری کے کام کو آگے بڑھایا۔ معتزلہ کے خلاف قلمی جہاد۔ قسطنطنیہ کے پادریوں سے مناظرے کئے
چھٹی	حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ حضرت علیؓ کی نسل سے ہیں	470 تا 561ھ	بغداد	فتوح الغیب۔ الفتح الربانی۔ سر الاسرار۔ الفیوضات الروحانیہ۔ تحفة المتقین۔ جلاء الخاطر۔ آداب السلوک۔ حزب الرجاء۔ غنیة الطالبین	"کان مجدد زمانہ" (حمامة البشریٰ)۔ آپ نے فرمایا میں نائب رسولؐ اور آپؐ کا وارث اور تم پر حجت ہوں۔ میرا قدم ہر ولی کی گردن پر ہے۔ رسول اللہ اور حضرت علی نے خواب میں وعظ کی ہدایت فرمائی۔ شرک کے خلاف جہاد کیا۔
ساتویں	حضرت خوا جہ معین الدین چشتی اجمیریؒ۔ حسنی حسینی سید ہیں	536 تا 633ھ	سیستان، خراسان وفات: اجمیر شریف	دیوان معین، گنج الاسرار، انیس الارواح، احادیث المعارف، رسالہ وجودیہ، دلیل العارفین (ملفوظات)	ہندوستان کے نامور مبلغ اسلام۔ روحانی علوم کے 4 ائمہ میں سے ہیں۔ (حضرت مصلح موعودؓ)۔ لقب سلطان الہند۔ رسول اللہ نے ہندوستان میں تبلیغ کا ارشاد فرمایا۔
آٹھویں	حضرت امام ابن تیمیہؒ ابوالعباس احمد بن شہاب	661 تا 728ھ	دمشق	400 کتب ہیں۔ الرد علی البکری۔ الرد علی الفلاسفة۔ التبیان۔ رسالة القیاس۔ رسالة الفرقان	تاتاریوں کے خلاف جہاد بالسیف کیا۔ علم کلام اور فقہ میں خاص خدمات۔ فلسفہ اور قبر پرستی کا رد کیا۔
نویں	حضرت امام ابن حجر عسقلانیؒ ابوالفضل شہاب الدین احمد بن علی	773 تا 852ھ	مصر	500 کتب ہیں۔ فتح الباری۔ بلوغ المرام۔ منبہات ابن حجر۔ تہذیب۔ التہذیب	محدث، مفسر تھے۔ لقب حافظ حدیث۔ حدیث اور فقہ پر خاص دسترس رکھتے تھے۔
دسویں	حضرت امام جلال الدین السیوطیؒ ابوالفضل محمد الشافعی	849 تا 911ھ	قاہرہ (مصر)	576 کتب ہیں۔ درمنثور۔ الجامع الصغیر۔ الخصائص الکبری۔ تاریخ الخلفاء۔ مشکلات القرآن	مجدد ہونے کا دعویٰ تھا۔ علم تفسیر وحدیث میں کمال حاصل تھا۔
گیارہویں	حضرت مجدد الف ثانیؒ شیخ احمد فاروقی سرہندی	971 تا 1034ھ	سرہند (ہندوستان)	مکتوبات مجدد الف ثانی۔ معارف لدنیہ۔ مبدؑ ومعاد	اکبر کے دین الٰہی اور جہانگیر کی بدرسوم کے خلاف مزاحمت کی۔ مجدد ہونے کا دعویٰ کیا۔ سوء علماء کی طرف سے مسیح موعودؑ کی مخالفت کی پیشگوئی کی۔
بارہویں	حضرت شاہ ولی اللہؒ دہلوی۔ عظیم الدین شاہ حضرت عمرؓ کی نسل سے تھے۔	1114 تا 1176ھ	دہلی (ہندوستان)	25 کتب ہیں۔ التفہیمات الالٰہیہ۔ الفوز الکبیر۔ حجة اللہ البالغة۔ الخیر الکثیر۔ فیوض الحرمین۔ ازالة الخفا	پہلا ترجمہ قرآن بزبان فارسی کیا۔ عقیدہ ناسخ منسوخ کو 5 آیات تک پہنچایا۔ مجددیت کا دعویٰ کیا۔
تیرہویں	حضرت سید احمد شہید بریلویؒ	1201 تا 1246ھ	پیدائش: رائے بریلی (ہندوستان) شہادت: بالاکوٹ	تنبیہ الغافلین۔ صراط مستقیم ملہمات احمدیہ فی الطریق المحمدیہ	امامت کا دعویٰ کیا۔ بدعات کے خلاف تعلیم دی۔ سکھوں کے خلاف جہاد بالسیف کیا۔ شہید مجدّد۔ ارہاص حضرت مسیح موعودؑ

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL U.K.

''الفضل ڈائجسٹ'' کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

کائنات، آغاز سے انجام تک (بِگ بینگ اور بلیک ہول کے نظریات)

ماہنامہ ''خالد'' ربوہ مئی 2007ء میں مکرم آر، ایس بھٹی صاحب کا کائنات کے آغاز اور انجام سے متعلق ایک معلوماتی مضمون شامل اشاعت ہے۔

کائنات کے آغاز کے بارے میں آج قریباً تمام سائنسدان بگ بینگ تھیوری پر متفق ہیں جسے 1927ء میں Georges Lemaitre نے پیش کیا اور بعد میں ہبل نے اس پر کام کیا۔ اس نظریہ کے مطابق آغاز میں یہ کائنات ایک گولے کی طرح تھی اور پھر اچانک وہ گولہ پھٹا اور یہ کائنات وجود میں آئی۔ اس کائنات میں موجود تمام کہکشائیں یکساں رفتار سے دُور ہٹ رہی ہیں اور ان کے درمیان فاصلہ برقرار رہتا ہے۔ یہ نظریہ آج مضبوط سائنسی شواہد پر قائم ہے۔

ایک ایسے جسم کا تصور جس کی کمیت اتنی زیادہ ہو کہ روشنی بھی اس کی کشش سے باہر نہ نکل سکے، یہ نظریہ سب سے پہلے ایک انگریز ماہر ارضیات John Michell نے 1783ء میں پیش کیا۔ اُس نے مزید کہا کہ کوئی جسم اتنی طاقتور کشش ثقل اُسی وقت پیدا کرسکتا ہے جب اس میں مادے کی مقدار اور کثافت ناقابل یقین حد تک زیادہ ہو۔ مائیکل نے ان اجسام کو ''ڈارک سٹارز'' کا نام دیا۔

1796ء میں اس کا یہ نظریہ ایک فرانسیسی ماہر ریاضی اور فلاسفر Pierre Simon Laplace نے اپنی علم فلکیات کی کتاب "Exposition du System du Monde" میں شائع کیا لیکن اس کو اتنا غیراہم جانا گیا کہ کتاب کے صرف پہلے دو ایڈیشن تک شائع ہوا، جبکہ تیسرے ایڈیشن سے اسے نکال دیا گیا۔ اس کے اس نظریہ کو انیسویں صدی میں کچھ اہمیت حاصل ہونا شروع ہوئی، کیونکہ اس سے پہلے تک روشنی کو ایک بے وزن لہر کے طور پر جانا جاتا تھا جس پر کشش ثقل اثر انداز نہیں ہوتی۔ لیکن جدید طبیعات نے یہ تصور تبدیل کر دیا تھا۔ 1915ء میں آئن سٹائن نے مضبوط نظریاتی بنیادوں پر یہ نظریہ پیش کیا کہ کشش ثقل روشنی کا راستہ بھی تبدیل کر سکتی ہے۔ چنانچہ 1916ء میں ایک جرمن آسٹوفرسٹ Karl Schwarzchild نے دوبارہ اس نظریہ پر کام شروع کیا اور یہ ثابت کیا کہ ایک ایسا جسم نظریاتی طور پر ممکن ہے جسے ہم آجکل بلیک ہول کے نام سے جانتے ہیں۔

1939ء رابرٹ اوپن ہائیمر اور H.Snyder نے یہ پیشگوئی کی کہ وزنی ستارے gravitational collapse سے گزر سکتے ہیں اور بلیک ہول کا بننا قدرتی طور پر ممکن ہوسکتا ہے۔ اس کے بعد Stephen Hawking اور Roger Penrose نے ثابت کیا کہ، بلیک ہول، آئن سٹائن کے عمومی نظریہ اضافیت کا ایک لازمی نتیجہ ہے۔ بلیک ہول کی اصطلاح ماہر نظریاتی طبیعات John Wheeler نے 1927ء میں ایجاد کی، اس سے پہلے بلیک ہول کے لئے عام طور پر ''بلیک سٹار'' کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔

بلیک ہول میں بلیک سے مراد یہ ہے کہ اس کی کشش کی قوت سے کوئی بھی چیز باہر نہیں نکل سکتی یہاں تک کہ روشنی بھی نہیں۔ اور ہول کے معنی سوراخ کے نہیں ہیں بلکہ اس سے مراد ہے کہ خلا میں پائی جانے والی ایسی جگہ جہاں سے واپسی ممکن نہیں۔

بلیک ہول ستاروں یا انتہائی وزنی اجسام سے اس وقت بنتے ہیں جب وہ اپنی ہی کشش سے ایک نقطہ میں سمٹ جائیں۔ اس کے لئے gravitational collapse کا لفظ بولا جاتا ہے۔ اس سے ایک ایسا جسم وجود میں آتا ہے جس کی کثافت لامحدود ہوتی ہے۔ زیادہ تر ستاروں میں ان کے مرکز میں نیوکلیئر فیوژن کے عمل سے الیکٹرومیگنیٹک شعاعیں باہر کی طرف دباؤ پیدا کرتی ہیں، یہ دباؤ اندر کی طرف لگنے والی کشش ثقل کے بالکل برابر ہوتا ہے۔ جب ستارے کا نیوکلیئر ایندھن ختم ہونے لگتا ہے تو باہر کی طرف لگنے والی اپنی ہی کشش ثقل کے زیراثر وہ سکڑنا شروع ہوجاتا ہے۔ جب ایندھن بالکل ختم ہوجائے تو ستارے کی سطح collapse کر جاتی ہے۔ اگر ستارہ کافی بڑے حجم کا ہوتو وہ بلیک ہول بن جاتا ہے ورنہ وائٹ ڈوارف (White Dwarf) یا نیوٹران سٹار میں تبدیل ہوجاتا ہے۔ ایک ستارے کو بلیک ہول میں تبدیل ہونے کے لئے سورج سے پندرہ گنا یا اس سے زیادہ بڑا ہونا ضروری ہوتا ہے۔ ہمارے سورج کا ڈائیامیٹر 1,390,000 کلومیٹر ہے۔ لیکن بلیک ہول اسقدر کثیف ہوتا ہے کہ 10 سورج 30 کلومیٹر علاقے میں سکڑ جاتے ہیں۔ بلیک ہول ایک چھوٹے نقطہ کی صورت اختیار کر جاتا ہے اور دکھائی نہیں دیتا اسے singularity کہتے ہیں۔ جب بلیک ہول ایک مرتبہ بننا شروع ہوجائے تو پھر کوئی مادی طاقت اسے روک نہیں سکتی یہ تیزی کے ساتھ بڑھنا شروع کر دیتا ہے اور اپنے گرد موجود اجسام کو اپنی طرف کھینچنا اور نگلنا شروع کر دیتا ہے۔ وہ فاصلہ جہاں سے کوئی جسم بلیک ہول کی کشش سے بچ کر نہیں جاسکتا EventHorizon کہلاتا ہے۔

چونکہ ہم بلیک ہولز کو دیکھ نہیں سکتے اس لئے ان کی موجودگی کے ثبوت میں، ہمیں بالواسطہ شواہد پر انحصار کرنا پڑتا ہے۔ ایک نظریہ یہ ہے کہ ہر کہکشاں (Galaxy) کے درمیان میں ایک عظیم بلیک ہول موجود ہوتا ہے۔ کہکشاں کے درمیان میں موجود تاریک اجسام کو بلیک ہول مان لینے کی وجہ یہ ہے کہ ایک پوری گلیکسی کو ایک مرکز کے گرد گھمانے کے لئے جو قوت چاہیے وہ بلیک ہول کی موجودگی کا ثبوت ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے: کیا انہوں نے دیکھا نہیں جنہوں نے کفر کیا کہ آسمان اور زمین دونوں مضبوطی سے بند تھے پھر ہم نے ان کو پھاڑ کر الگ الگ کردیا۔ (الانبیاء:31)

اس آیت کے حوالہ سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں: ''اس آیت میں رتقاً (مضبوطی سے بند مادہ) اور فتق (پھاڑ کر الگ الگ کر دینا) کے الفاظ تمام آیت کا بنیادی پیغام سمیٹے ہوئے ہیں۔ مستند عربی لغات میں رتقا کے دو معنی ہیں جو کہ زیر بحث موضوع سے انتہائی مطابقت رکھتے ہیں۔ ایک معنی ہے 'کسی چیز کا اکٹھے ہونا اور نتیجۃً ایک واحد ہستی ہوجانا' اور دوسرے معنی ''مکمل تاریکی'' کے ہیں۔ یہ دونوں معنی واضح طور پر قابل استعمال ہیں۔ ان دونوں کو اکٹھا کرلینے سے بلیک ہول کی (singularity) مکمل طور پر بیان ہوتی ہے۔''

دوسرا لفظ ''فتق'' ہے یہ ''رتقا'' کا متضاد معنی دیتا ہے اس کے لغوی معنی پھاڑنے کے ہوتے ہیں۔ بگ بینگ نظریہ میں کائنات کے آغاز کے جو شواہد ملتے ہیں وہ اسی سے مطابقت رکھتے ہیں۔ اس کے انجام کے بارہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جس دن ہم آسمان کو لپیٹ دیں گے جیسے دفتر تحریروں کو لپیٹتے ہیں۔ جس طرح ہم نے پہلی تخلیق کا آغاز کیا تھا اس کا اعادہ کریں گے۔ یہ وعدہ ہم پر فرض ہے یقیناً ہم یہ کر گزرنے والے ہیں۔ (الانبیاء105)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں: ''جہاں تک ایک واحد کائناتی بلیک ہول کے تصور کا تعلق ہے اس کی بنیاد بگ بینگ تھیوری ہے جس کو قرآن کی مکمل حمایت حاصل ہے۔ بعض سائنسدان ایک اوپن کائنات کا تصور پیش کرتے ہیں۔ انہیں یہ یقین ہے کہ کائنات متواتر پھیلتی چلی جائیگی یہاں تک کہ خلائی مادہ نہایت باریک ہوکر منتشر ہوجائیگا اور مرکزی کشش ثقل کے اثر سے نکل جائے گا۔ یہ تصور کائنات کے دوبارہ اکٹھے ہونے اور دوبارہ پیدا ہونے کی نفی کرتا ہے۔ قرآن اس تصور کی قطعی طور پر نفی کر رہا ہے۔ یہ بات صاف، واضح اور قطعی ہے کہ ایک وحدانیت سے کائنات کا آغاز ہوا اور ایک وحدانیت میں ہی یہ دوبارہ ڈوب جائیگی۔ خدا کی وحدانیت اور اسی کا تخلیق کردہ دھماکہ اور پھر دوبارہ تخلیق کی خدا کی وحدانیت میں واپسی اس سے زیادہ اچھے الفاظ میں بیان نہیں کی جاسکتی اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلیه رَاجِعُون (البقرہ:157)''

جولائی 2004ء میں سٹیفن ہاکنگ نے اپنے ہی تیس سال پہلے بیان کردہ نظریہ کی تردید کی جس میں اس نے کہا تھا کہ بلیک ہول اپنے اندر گرنے والی ہر شے کو تباہ کر دیتا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ وہ غلط تھا اور شاید یہ ممکن ہے کہ بلیک ہول اپنے اندر موجود بعض معلومات کو کسی وقت میں باہر نکال دیتا ہو۔ اگر اس کا ثبوت مل جائے تو بلیک ہول کے ذریعہ دوبارہ نئی کائنات کی پیدائش کے عمل کی وضاحت بھی ہوجائے۔

ثریا

''ثریا'' ستاروں کے ایک مجموعہ کا نام ہے۔ لفظ ثریا ثروی کی تصغیر ہے جس کے معنی مالدار کے ہیں اور اس نام کی وجہ ستاروں کی کثرت ہے۔ انگریزی میں اسے Pleiades کہتے ہیں جو یونانی لفظ ہے جس کا مطلب ہے فاختائیں۔ ثریا کا ایک نام ''النجم'' بھی ہے۔ روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 20 نومبر 2006ء میں مکرم محمود احمد انجم صاحب کے قلم سے ایک معلوماتی مضمون ''ثریا'' شامل اشاعت ہے۔

تحقیق کے مطابق ''ثریا'' پانچ سو اور ایک دوسری تحقیق کے مطابق یہ سوا چھ سو ستاروں کا مجموعہ ہے جن میں سے سات کو ظاہری آنکھ سے بآسانی دیکھا جاسکتا ہے۔ سائنسدانوں نے ستاروں کے مجموعوں کو نمبر الاٹ کئے ہوئے ہیں اور ثریا کا نمبر M45 ہے۔ یہ زمین سے ۴۱۰ نوری سال کے فاصلہ پر ہے۔

اعزازات

☆ مکرمہ رخشندہ کوکب صاحبہ بنت مکرم رشید احمد ساجد صاحب آف کوٹری حیدرآباد ضلع سندھ نے انٹرمیڈیٹ جنرل گروپ میں حیدرآباد بورڈ میں تیسری پوزیشن حاصل کی۔

☆ مکرم سہیل احمد صاحب ابن مکرم فیض طاہر صاحب نے فیصل آباد بورڈ میں جنرل سائنس گروپ میں دوسری پوزیشن حاصل کی ہے۔

☆ مکرمہ راشدہ مقدس صاحبہ بنت مکرم رشید احمد صاحب آف لاہور نے یونیورسٹی آف اورینٹل کالج لاہور سے M.A. فارسی میں یونیورسٹی میں دوسری پوزیشن حاصل کی ہے۔

☆ مکرمہ وردہ عزیز صاحبہ بنت مکرم عزیز احمد صاحب سنوری نے F.Sc. پری انجینئرنگ میں فیصل آباد بورڈ میں اوّل پوزیشن حاصل کی ہے۔

☆ مکرم ڈاکٹر انجینئر سلمان احمد صاحب انصاری ابن مکرم ڈاکٹر لئیق احمد صاحب انصاری کو لندن کے پاکستانی سفارتخانہ میں صدر پرویز مشرف نے کنگ نورٹن میڈل کا اعزاز حاصل کرنے پر اعزازی شیلڈ دی۔ یہ شیلڈ پاکستانی برٹش نوجوانوں کو کم عمری میں نمایاں کامیابیاں حاصل کرنے پر دی جاتی ہے۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 16 فروری 2006ء میں جناب پنڈت میلا رام وفا صاحب ایڈیٹر ویر بھارت (دہلی) کا کہا گیا حضرت مصلح موعودؓ کو عقیدت کا منظوم سلام شامل اشاعت ہے۔ اس طویل نظم سے انتخاب ملاحظہ کیجئے:

نیک بندوں سے کبھی خالی نہیں ہوتا جہاں
ابتدائے آفرینش سے ہے ایسا انتظام
آج بھی مرزا بشیرالدین احمد اے ندیم
اس جہاں میں ایک ہیں نیکی مجسم لاکلام
خلق کی خدمت میں حاجت مندوں کی امداد میں
امتیاز ہندو و مسلم سے بالاتر مدام
بیسیوں محتاج ہندو ، درجنوں محتاج سکھ
سب وظیفے پا رہے ہیں آج تک بالالتزام
حلم کی ، اخلاص کی ، اخلاق کی زندہ مثال
خوش مزاج وخوش خصال وخوش خیال وخوش کلام

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

22nd June 2007 – 28th June 2007

Please Note that programmes and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or fax +44 20 8874 8344

Friday 22nd June 2007

00:00 Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
01:00 MTA Variety: distribution of scholarships by Nizarat-e-Taleem, Rabwah.
01:20 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 48, Recorded on 08/06/1995.
02:25 Huzoor's Tours: Programme documenting Huzoor's tour to East Africa.
03:10 Tarjamatul Qur'an Class: An in-depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session no. 183, Recorded on 12th March 1997.
04:15 Al-Maa'idah: a cookery programme
04:25 Hamdiya Majlis
05:40 MTA Travel: a documentary about the arrival of Islam in Egypt.
06:05 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:00 Bustan-e-Waqfe Nau with Huzoor. Recorded on 29th January 2005.
07:50 Le Francais C'est Facile: lesson no. 81
08:20 Siraiki Service
09:05 Urdu Mulaqa'at with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Session 39 recorded on 9th June 1995.
10:10 Indonesian Service
11:05 Seerat Sahaba Rasool (saw)
12:00 Live Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V, from Baitul Futuh.
13:20 Tilaawat & MTA News review
14:05 Dars-e-Hadith
14:20 Bengali Service: a discussion in Bengali replying to various allegations made against the Ahmadiyya Muslim Jama'at.
15:15 Seerat Sahaba Rasool (saw) [R]
16:00 Friday Sermon [R]
17:15 Spotlight: a discussion about the Ahmadiyya Jamaat's national contribution in Pakistan.
18:05 Le Francais C'est Facile: lesson no. 81 [R]
18:30 Arabic Service: Discussion programme about the true concepts of Islam.
20:30 MTA International News Review Special
21:10 Friday Sermon [R]
22:20 MTA Variety: a visit to San Francisco, USA.
22:55 Urdu Mulaqa'at: Session 39 [R]

Saturday 23rd June 2007

00:05 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
01:00 Le Francais C'est Facile: lesson no. 80
01:10 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session no. 42. Recorded on 11/05/1995.
02:25 Spotlight
03:10 Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 22nd June 2007.
04:20 Urdu Mulaqa'at with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Session 39 recorded on 9th June 1995.
05:25 MTA Variety: a visit to San Francisco, USA.
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
07:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) with Huzoor. Recorded on 13th February 2005.
08:10 Ashab-e-Ahmed
08:35 Friday Sermon [R]
09:35 Quran Quiz
09:55 Indonesian Service
10:55 Jalsa Salana Speech: a speech delivered by Abdul Majid Tahir on the occasion of Jalsa Salana Mauritius. Rec. 04/12/2005
12:00 Tilaawat & MTA International Jama'at News
13:00 Bangla Shomprochar
14:00 Intikhab-e-Sukhan: Poem request programme
15:00 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) with Huzoor, recorded on 13th February 2005.
16:05 Moshaairah: an evening of poetry
16:55 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad Khalifatul Masih IV (ra) in Urdu. Recorded on 20/05/1995. Part 2.
18:05 Australian Documentary
18:30 Arabic Service: Arabic discussion programme about the true concepts of Islam.
20:30 MTA International Jama'at News
21:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) [R]
22:10 Ashab-e-Ahmed [R]
22:35 Qur'an Quiz
22:55 Friday Sermon [R]

Sunday 24th June 2007

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:00 Qur'an Quiz
01:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 50, recorded on 14/06/1995.
02:35 Kidz Matter
03:00 Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 22nd June 2007.
04:00 Ashab-e-Ahmed
04:25 Moshaairah
05:35 Australian Documentary
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) class with Huzoor, recorded on 29th December 2004.
08:20 Learning Arabic: Lesson no. 7
08:35 Huzoor's Tours: programme documenting Huzoor's visit to Kenya, East Africa.
09:30 Kidz Matter
10:10 Indonesian Service
11:05 Spanish Service: Spanish translation of Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 18th May 2007.
12:05 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
13:05 Bangla Shomprochar
14:10 Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V. Recorded on 22nd June 2007.
15:10 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat)
16:25 Huzoor's Tours [R]
17:15 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 18th April 1998. Part 2.
18:30 Arabic Service
19:30 Kidz matter [R]
20:10 Learning Arabic [R]
20:30 MTA International News Review
21:00 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) [R]
22:15 Huzoor's tours [R]
23:05 Ilmi Khitabaat
23:30 MTA Travel: a visit to Egypt

Monday 25th June 2007

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
01:10 Learning Arabic: no. 7
01:25 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 51, Recorded on 15/06/1995.
02:30 Friday Sermon: recorded on 22nd June 2007
03:45 Question and Answer Session
04:55 Ilmi Khitabaat
05:20 MTA Travel: a visit to Egypt
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
07:15 Children's class with Huzoor, recorded on 19th March 2005.
08:25 Le Francais C'est Facile: programme no. 59
09:00 Rencontre Avec Les Francophones: A weekly studio sitting with French speaking friends with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 6th April 1998.
10:00 Indonesian Service
10:55 Ghazwat-e-Nabi (saw): a discussion about Holy wars.
12:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
13:00 Bangla Schomprochar
14:00 Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, recorded on 21/07/2006.
14:50 Spotlight
15:10 Children's Class [R]
16:20 Medical Matters
17:00 Rencontre Avec Les Francophones [R]
18:05 Spotlight [R]
18:30 Arabic Service
19:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 52, Recorded on 20/06/1995.
20:35 MTA International Jama'at News
21:10 Children's Class [R]
22:20 Friday Sermon [R]
23:10 Medical Matters [R]

Tuesday 26th June 2007

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:00 Le Francais C'est Facile: programme no. 59
01:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 52, Recorded on 20/06/1995.
02:30 Friday Sermon: recorded on 21/07/2006.
03:25 Rencontre Avec Les Francophones: A weekly studio sitting with French speaking friends with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra).
Recorded on 6th April 1998.
04:30 Ghazwat-e-Nabi (saw)
05:25 Medical Matters
06:00 Tilaawat, Dars-e-Majmooa & MTA News
07:10 Bustan-e-Waqfe Nau class with Huzoor. Recorded on 12th February 2005.
08:15 Learning Arabic: Programme no. 8
08:35 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 10th May 1998.
09:35 Indonesian Service
10:35 Sindhi Service
11:35 MTA Travel: a documentary about the introduction of Islam in Egypt.
12:00 Tilaawat, Dars-e-Majmooa & MTA News
12:45 Bengali Service
13:45 Address by Hadhrat Khalifatul Masih V
15:00 Bustan-e-Waqfe Nau [R]
16:15 MTA Travel [R]
16:45 Question and Answer session [R]
17:55 Spectrum: a programme about a report on the persecution of Ahmadi Muslims in Rabwah.
18:30 Arabic Service
20:30 MTA International News Review Special
21:05 Bustan-e-Waqfe Nau [R]
22:10 Spectrum [R]
22:50 Question and Answer session [R]

Wednesday 27th June 2007

00:05 Tilaawat, Dars-e-Majmooa & MTA News
01:20 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 53, recorded on: 21/06/1995.
02:25 Spectrum
02:45 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 10th May 1998.
04:00 Address by Hadhrat Khalifatul Masih V
05:15 Learning Arabic: Lesson no. 8
05:30 MTA travel
06:05 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
07:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) with Huzoor, recorded on 27th February 2005.
08:10 Seerat Masih-e-Maud (as).
08:45 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 24th June 1996.
09:35 Indonesian Service
10:40 Australian Documentary
11:05 Swahili Service
12:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
13:10 Bangla Shomprochar
14:10 Ilmi Khitabaat
15:00 Jalsa Salana UK: speech delivered by Aftab Ahmad Khan. Rec. 31/07/1994.
15:20 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) [R]
16:30 Australian documentary
17:00 Question and Answer Session [R]
18:00 Lajna Magazine
18:30 Arabic Service
19:35 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 54, recorded on 22/06/1995.
20:40 MTA International News Review
21:15 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) [R]
22:20 Jalsa Speeches [R]
22:40 Lajna Magazine [R]
23:20 Ilmi Khitabaat [R]

Thursday 28th June 2007

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:00 Australian Documentary
01:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 54, recorded on 22/06/1995.
02:40 The Philosophy of the Teachings of Islam
03:05 Hamari Kaa'enaat
03:55 Ilmi Khitabaat
04:45 Lajna Magazine
05:10 Australian Documentary
05:35 Jalsa Speeches
06:00 Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
07:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) with Huzoor. Recorded on 23rd January 2005.
08:15 English Mulaqa'at: A question and answer session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking friends. Session 43. Recorded on 21/05/1995.
09:10 Huzoor's Tours: programme documenting Huzoor's visit to Ghana, West Africa.
10:00 Indonesian Service
11:10 Al Maa'idah: a cookery programme
11:25 MTA Variety: scholarship distribution by Nizarat-e-Taleem, Rabwah.
11:40 Dars-e-Hadith
12:00 Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
13:00 Bengali Service
14:05 Tarjamatul Qur'an Class: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session 184, recorded on 18th March 1997.
15:15 Huzoor's Tours [R]
16:10 English Mulaqa'at: session 43 [R]
17:10 Al Maaidah: a cookery programme
17:30 Hamdiya Majlis
18:30 Arabic Service
20:30 MTA News Review
21:05 Tarjamatul Qur'an Class, session 184 [R]
22:10 Al-Maa'idah [R]
22:25 MTA Travel: a documentary on the introduction of Islam in Egypt.
22:45 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) [R]

Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 GMT & 17:00 GMT

Al Fazl International Weekly, London

22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 14 Friday June 22, 2007 Issue No. 25

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاھد۔ مؤرخ احمدیت

حکومت وقت اور مفتی وقت کی سازباز سے فتویٰ اور اُمّتِ مُسلمہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے ایک بصیرت افروز خطاب (مورخہ 8؍دسمبر 1980ء) کا ایک اہم اقتباس:۔

’’اُمّت مسلمہ سوا تیرہ سو سال سے متفقہ طور پر ایک نظریہ کو ردّ کرتی ہوئی یہ کہتی چلی آ رہی ہے کہ حکومت وقت مفتی وقت کے ساتھ مل کر کبھی کسی پر فتویٰ لگا دے تو اس کو ردّ کرنا چاہیئے............اس کی مثال ایسی ہی ہے کہ اگر کسی راہ چلتے کو ہم چور کہہ دیں تو وہ ہمارے کہنے سے جیل میں نہیں چلا جاتا۔ بلکہ اسے مجرم قرار دینے کے لئے جج کا اسے چور کہنا ضروری ہے۔ یا کسی عام آدمی کا کسی راہگیر کو قاتل کہہ دینے سے اُسے پھانسی نہیں دی جاسکتی۔ اس کے لئے عدالت کا فیصلہ ضروری ہے۔............یہ نظریہ اُمّت مسلمہ کا متفقہ نظریہ ہے۔ اس کی مثال بیان کرتے ہوئے حضور نے واقعہ کربلا میں شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام کا ذکر فرمایا اور بتایا کہ جب یزید بن معاویہ نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا تو اُس نے اپنے گورنر عبداللہ بن زیاد کو اس پر مامور کیا جو کہ کوفہ کا گورنر تھا۔ اُس نے مفتیٔ وقت قاضی شریح کو طلب کیا اور اُس سے حسین علیہ السلام کے واجب القتل ہونے کا فتویٰ طلب کیا۔ قاضی نے انکار کیا۔ ابن زیاد نے رات کو اس کے گھر میں سونے کی چند تھیلیاں بھجوا دیں۔ صبح قاضی شریح نے کہا مَیں نے رات اس پر بہت غور کیا ہے اور مَیں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ حسینؑ دین سے خارج ہے اور واجب القتل ہے۔ یہ کہہ کر اس نے قلم اٹھایا اور فتویٰ دیا کہ میرے نزدیک یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ حسین ابن علی (علیہ السلام) دین سے خارج اور واجب القتل ہے۔

حضور نے فرمایا کہ اُمّت مسلمہ آج تک اس نظریے کو ردّ کرتی چلی آ رہی ہے اور مسلمانوں کا ایک بڑا حصہ آج تک اس نظریے پر غیظ و غضب سے تلملا رہا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ بادشاہ وقت یزید بن معاویہ، گورنر ابن زیاد اور مفتی قاضی شریح تینوں تابعین میں سے تھے۔ قاضی کو حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ نے بھی قاضی مقرر کیا تھا۔ لیکن تینوں کے مرتبے کو اُمّت مسلمہ نے ٹھکرا دیا اور آج تک نفرت سے اس عقیدے کو ٹھکراتی چلی آ رہی ہے۔............اس کی وجہ یہ ہے کہ اسلام نرا فلسفہ نہیں، یہ مذہب اور دین ہے۔ کسی کے ہاتھ کی بنائی ہوئی سوسائٹی نہیں‘‘۔

(روزنامہ الفضل ربوہ۔11؍دسمبر 1980ء۔ صفحہ3)

❁❁❁❁❁❁

قومی اسمبلی کا فیصلہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے 25؍جنوری 1985ء کو مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے یہ واقعہ بیان فرمایا کہ:

’’ایک دفعہ قومی اسمبلی کے ایک ممبر سے ایک موقع پر یہ سوال ہوا کہ آپ اس کارروائی کو شائع کیوں نہیں کرواتے۔ ساری قومی اسمبلی نے آپ کے بیان کے مطابق متفقہ فیصلہ دے دیا ہے کہ جماعت احمدیہ غلط ہے اور اپنے عقائد کے لحاظ سے اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں تو پھر اسمبلی کی کارروائی شائع کر کے ان کا جھوٹ دنیا پر ظاہر کریں۔ انہوں نے ہنس کر جواب دیا تم کہتے ہو شائع کریں۔ شکر کرو کہ ہم شائع نہیں کرتے اگر ہم اسے شائع کر دیں تو آدھا پاکستان احمدی ہو جائے۔ مَیں سمجھتا ہوں یہ کہنا ان کی کسرنفسی تھی۔ اگر پاکستان کے شریف عوام تک جماعت احمدیہ کا موقف حقیقتاً پہنچ جائے تو کوئی وجہ ہی نہیں کہ سارا پاکستان احمدی نہ ہو جائے۔ سوائے ان چند بدنصیب لوگوں کے جو ہمیشہ محروم رہ جاتے ہیں، ہدایت ان کے مقدر میں نہیں ہوتی۔ کیونکہ وَمَنْ یُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ۔ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دینا چاہتا دنیا کی کوئی طاقت ان کو ہدایت نہیں دے سکتی۔ پس ایسے استثناء تو موجود ہیں۔ لیکن مجھے پاکستان کی بھاری اکثریت سے حسن ظن ہے کہ اگر ان تک جماعت احمدیہ کا موقف صحیح صورت میں پہنچ جائے خصوصاً موجودہ دور کی نسلوں تک جو نسبتاً زیادہ معقول رنگ رکھتی ہیں اور تقلید کی اتنی قائل نہیں ہیں جتنی پچھلی نسلیں قائل تھیں تو یقیناً ان کی بھاری اکثریت بفضلہٖ تعالیٰ احمدی ہو جائے گی‘‘۔

(زھق الباطل صفحہ 11 مطبوعہ لندن)

جنہّیں حقیر سمجھ کے بجھا دیا تو نے
وہی دیئے جلیں گے تو روشنی ہوگی

❁❁❁❁❁❁

آخر طاہر سچا نکلا

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے آج سے قریباً ستائیس برس قبل پاکستان کی نام نہاد ’’شرعی عدالت‘‘ اور اس کے فیصلہ کی دھجیاں بکھیرتے ہوئے صدائے ربّانی بن کر اعلان فرمایا:

’’اگر عدالت مثلاً احمدیوں کے حق میں کوئی فیصلہ دیتی تو لوگوں نے کہنا تھا کہ یہ احمدی ہو گئے ہیں ان کو فارغ کرو اور ایک اور عدالت بٹھاؤ۔ کیونکہ انہوں نے جب احمدی عقیدہ مان لیا تو یہ پارٹی ہو گئے۔ یہی وجہ ہے کہ مزعومہ شرعی عدالت بار بار اپنے مولویوں کو دیکھ دیکھ کر یقین دلاتی رہی کہ ہم پانچوں کا سو فیصد عقیدہ ہے کہ احمدی دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ گویا اپنا پارٹی ہونا تسلیم کر لیا۔ تو جب تم چلے ہی اس مفروضے سے ہو کہ تم ایک پارٹی ہو تو تمہارا پھر عدلیہ کا حق کہاں باقی رہا۔ پارٹی تو فیصلہ نہیں دیا کرتی۔ اس لئے مذہبی امور میں کوئی عدالت قائم ہو ہی نہیں سکتی۔ سوائے نبی کی عدالت کے جو خدا سے علم پا کر فیصلے دیتا ہے۔ جو نبوت کا دعویدار نہ ہو وہ عدالت قائم نہیں کر سکتا اور نبوت کا فیصلہ آپ ہی پیچھے پڑ کر منواتا ہے۔ زبردستی آسمان کی قضا نازل ہو کر منواتی ہے۔ اس لئے کوئی مانے نہ مانے وہ منوایا جاتا ہے۔ لیکن دنیا کی عدالتوں کے فیصلے تو منوانے والا ہوتا ہی کوئی نہیں۔ دو چار دن کسی کا ڈنڈا چل گیا، دو چار دن کسی اور کا ڈنڈا چل گیا۔ دنیا میں یہ اونچ نیچ ہوتی رہتی ہے۔ اس لئے شرعی عدالت میں اعتقادی امور میں بار بار مَیں یہ کہہ رہا ہوں اعتقادی امور میں، ایک مذہب کے دائرہ کے اندر رہتے ہوئے، کسی کو سوائے نبی کے اختیار نہیں ہے یا اس کی نمائندگی میں اگر برحق نمائندہ ہو، اس کے خلفاء تک زیادہ سے زیادہ حق جاسکتا ہے کہ وہ کوئی فیصلہ دے۔ اور دیگر مذاہب میں تو کسی کا حق بنتا ہی نہیں۔ اس کے متعلق تو قرآن کریم میں نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مقرر فرمایا اور نہ آپ نے یہ بات کی۔ آپ نے جو فیصلے دیئے دائرہ اسلام کے اندر رہتے ہوئے دئے۔

پس اگر کوئی اور فریق ایسا آجائے شرعی عدالت کے سامنے جس کو وہ مسلمان ہی نہ سمجھتے ہوں تو ان کے بارے میں پھر وہ کیسے فیصلے دیں گے۔ قرآن اور سنت کی رو سے وہ کہہ سکتے ہیں، مثال ایک دے سکتے ہیں کہیں گے کہ ٹھیک ہے۔ ایک مین میخ نکالی جاتی ہے اس کی بھی وضاحت کر دوں کہ جب کوئی یہ مسئلہ اٹھائے تو اس کا یہ جواب ہے کہ جماعت احمدیہ نے اوّل تو اس کی شرعی حیثیت کوئی تسلیم نہ کی، جو احمدی ہو گئے وہ یہ کہتے ہوئے گئے ہیں کہ قرآن یہ کہہ رہا ہے۔ ہم قرآن کو تسلیم کریں گے تمہیں تسلیم نہیں کریں گے۔ اور جب کوئی یہ کہے کہ میرے نزدیک قرآن یہ کہتا ہے تو اس وقت حضرت علیؓ اور حضرت معاویہ کا متفقہ فیصلہ یہ ہے کہ ایسی صورت میں عدالت تمہارے خلاف بھی فیصلہ دے تو تم نے قرآن کے فیصلے کو پکڑنا ہے، عدالت کی کوڑی کی بھی پرواہ نہیں کرنی۔ خواہ اس کے نتیجہ میں مسلمانوں کا خون ہو جائے خواہ ایسا اختلاف ہو کہ وہ ہمیشہ کے لئے جاری ہو جائے لیکن قرآن کو نہیں چھوڑنا‘‘۔

(’’اسلام میں شریعت کورٹ کا تصور‘‘ صفحہ 23 تا 25 مطبوعہ لندن)

خلیفۂ راشد کی زبان نائب مصطفیٰ ہونے کے باعث خدائے ذوالجلال کی زبان ہوتی ہے اس لئے بالآخر دنیا کے چوٹی کے دانشوروں کو بھی ان کی رائے کے سامنے سرتسلیم خم کرنا پڑتا ہے۔ حال ہی میں سپریم کورٹ آف پاکستان میں یہ نشان ظاہر ہوا کہ 21؍مئی 2007ء کو سپریم کورٹ کی فُل کورٹ میں چیف جسٹس افتخار محمد چوہدری کے کیس کی سماعت کے دوران جسٹس خلیل الرحمٰن صاحب رمدے نے ریمارکس دیتے ہوئے فرمایا:

’’ماضی میں آئین کے آرٹیکل 203 کے تحت وفاقی شریعت کورٹ بنائی گئی۔ یہ اقدام بدنیّتی پر مبنی تھا۔ اسلام کے نام پر ہیرا پھیری کی گئی اور اسلام کے نام پر بنائی گئی اس عدالت کو ججوں کو تبدیل کرنے کے لئے استعمال کیا گیا‘‘۔

(روزنامہ ’’جنگ‘‘ لاہور۔ 22 مئی 2007ء)

جَآءَ الْحَقُّ وَزَھَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ زَھُوْقًا

❁❁❁❁❁❁❁❁

الفضل انٹرنیشنل کے شماروں کی حفاظت کریں

یہ اخبار دنیاوی آلائشوں سے بالاتر دینی اور دنیوی علوم کا خزانہ ہے۔ قومی امنگوں اور ضرورتوں کو پورا کرتا ہے۔ الفضل میں آیات قرآنی، احادیث نبویہ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے فرمودہ ملفوظات اور تحریرات کے علاوہ ڈھیروں مقدس حوالہ جات بھی شامل ہوتے ہیں جن کا مطالعہ کرنا، ان کو دوسروں تک پہنچانا، ان پر عمل کرنا اور ان کے ذریعے بچوں کی تعلیم و تربیت کرنا ہم سب کا فرض ہے۔ ان تمام مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے الفضل کے پرچوں کی حفاظت اور ان کو ترتیب سے ریکارڈ میں رکھنا ہماری اولین ذمہ داری ہے۔

احباب جماعت کو دینی تعلیم و تربیت پر مشتمل یہ مواد احترام کا تقاضا کرتا ہے۔ اس کو ردّی میں دوسرے اخبارات کے ساتھ فروخت کرنا اس کے احترام کو پامال کرنے کے مترادف ہے۔ اگر سنبھالنا ممکن نہ ہو تو احتیاط کے ساتھ اس کو تلف کریں کہ ان مقدس تحریرات کی بے حرمتی نہ ہو اور کسی الزام کا پیش خیمہ نہ بنے۔ امید ہے احباب جماعت اس طرف خصوصی توجہ فرمائیں گے اور اس سے بھرپور استفادہ کرتے ہوئے اس کے ادب و احترام کو بھی ملحوظ خاطر رکھیں گے۔